ماہِ ملکہ
مریم مظفر
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

ماہِ ملکہ

از

مریم مظفر

www.novelsclubb.com

انتساب۔۔۔

ماہِ ملکہ میرے لیپ ٹاپ کے نام جس نے گھنٹوں میری ٹائپنگ سپیڈ برداشت کی ہےاور ماہِ ملکہ مہر النساء شاہ میر کے نام جس نے اس سے بھی زیادہ گھنٹے میری کہانی سنی، سمجھی، پڑھی اور نکھاری ہے۔

اِن دونوں کے بغیر یہ سفر شاید کبھی شروع ہی نہ ہوتا۔

www.novelsclubb.com

ماہِ ملکہ

از مریم مظفر

قسط نمبر 3

www.novelsclubb.com

چمکتی ہوئی زرد روشنی، دور تک موسیقی کی گونج۔ سب کچھ فاصلے پر محسوس ہو رہا تھا سوائے ان دو آنکھوں کے جن کی نظروں کا ارتکاز ایک دوسرے سے شروع ہو کر ایک دوسرے پر ہی ختم ہو رہا تھا۔

اوپر اور نیچے جاتی سمندری لہروں پر چاندی نے جادو کیا ہوا تھا۔

"پہچانا مجھے؟"

پستی پر موجود تنفر زدہ امبر نگاہوں کا چمکتا رنگ بلندی پر کھڑی پر تپش زمرد نگاہوں میں جھلکا۔

ان کے دائیں طرف روشنیوں اور ہلچل سے بھری دنیا تھی اور بائیں طرف خاموش زندگی...... جس میں گہرائی اور اسرار کے سوا کچھ نہ تھا۔

نگاہوں کو اس طلسم کو کچھ دیر کے لیئے روکتے ہیں۔ وہ یونہی ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں گی تب تک ہم گھڑی کی سوئیوں کو زرا سا پیچھے کرتے ہیں۔

کم از کم تین دن پیچھے۔

★★★★

باب خادم

ڈاؤن ٹاؤن، قاہرہ

نجانے آج کتنے دنوں بعد مصر بھیگا تھا۔ بارش ہوئی تھی یہ کہنا تو ناانصافی ہو گی۔۔۔ ہاں! صبح صادق کو ہونے والی ہلکی ہلکی بوندا باندی نے موسم کو قدرے خوشگوار بنا دیا تھا۔

البتہ قاہرہ کی نم گلیوں میں تھال سنبھالتے لوگ ایش بلادی (مصری بریڈ) بیچتے اپنے کام کو نکلے ہوئے تھے۔ پھل فروش اپنے ٹھیلے لگانے کی تیاریوں میں سرگرداں

تھے۔ صبح کی ورزش کرنے والے پارکز بھی روزمرہ کی طرح مصروف تھے۔

مٹھائی کی دکانیں کھلی تھیں۔لوگ ناشتہ کا سامان لینے دکانوں کا رخ کر رہے تھے۔

موسم کو اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ ہوگا ''خوشگوار''۔

ایسے میں وہ لوگ جن کی خوراک کا ذریعہ ہوٹل،ڈھابا وغیرہ ہوں وہ ناشتہ کرنے کی نیت سے اپنی مخصوص جگہوں پر جمع تھے۔

یہ ڈاؤن ٹاؤن قاہرہ میں موجود قدیم اور مشہور (ریش کافیہ) cafe riche کا منظر تھا۔

وی کی صورت میں بنی اس عمارت کا داخلی دروازہ وی کے درمیان (جہاں دونوں لکیرے ملتی ہیں) کھلتا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بلیو ٹریک سوٹ میں دور سے جاگنگ کرتا ایک شخص آیا۔اس کے بال بھیگے ہوئے ماتھے سے چپکے تھے۔بدن پسینے سے شرابور تھا۔سانسیں مسلسل بھاگنے کے باعث اتھل پتھل ہو رہی تھیں۔رک کر ہاتھ میں تھامی پانی کی بوتل کھول کر پانی پیا۔

روکھی بھوری رنگت سورج نہ ہونے کے باوجود بھی چمک رہی تھی۔

فاطر ابولاسلام آگے آیا اور کیفے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

کچھ دیر بعد

1908 میں بنایا گیا یہ کیفے آج بھی جاری تھا۔اس کی حیثیت یہاں بیٹھ کر لیئے جانے والے تاریخ کے کہیں اہم واقعات کی وجہ سے مشہور تھی۔

گملوں سے سجایا شیشے اور لکڑی کا بنا دروازہ پار کر و تو پتھر اور چپس نما فرش پر لکڑی کے چھوٹے میز کے گرد چھوٹی کرسیاں سجی دکھے گیں۔

کہاں؟ کون؟ کس کے پاس؟ کہاں جا رہے ہو؟ گھر سے بھاگنے تو نہیں والے؟ "

"کوئی لڑکی پسند آگئی ہے؟

یہ تفتیشی اور ضرورت سے زیادہ حیران کن لہجہ کیفے ریچ کی درو دیوار سے ٹکرایا

۔نیلی وردی اور اونچی سیاہ ٹوپی پہنے ملازم آگے پیچھے میزوں پر لوازمات سجاتے نظر

آئیں گے۔

کونے میں موجود ایک میز پر بیٹھے فاطر اسلام نے سفید رومال اٹھایا اور کالر میں

پھنسایا۔اس کے علاوہ وہاں ایک ہی سیاح کپل موجود تھا، غالباً جو کافی دور بیٹھے ٹِک

ٹاک بنا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

.........جمالیاتی پر سکون ماحول

تم نے خود ہی کہا تھا منظر عام سے غائب ہونے کو۔" سپیکر پر رکھے فون کی "

جانب دیکھتے کہا۔ان بہن بھائی نے یہاں کا سکون برباد کرنے کی ٹھان لی تھی۔

مجبوری تھی اس کی سارے کیفے کو اپنی بہن کی آواز سنانا۔ صبح صبح جاگنگ کے دوران ائیر پوڈ بارش کے گدلے پانی کے تالاب میں جو گر گئے تھے۔

دوسری طرف سے اس کی بہن کی طنزیہ ہنکار سنائی دی۔ فاطر نے کان نہ دھرے، ہمیشہ کی طرح۔

کیفے کی ایک دیوار شیشے کی تھی جس پر سفید پردے ڈلے تھے دوسری سفید رنگ کی تصاویر سے سجی تھی۔

فاطر تصاویر کے نیچے بیٹھا تھا۔

لیکن تم جا کہاں رہے ہو؟" اور یہیں فاطر اسلام پھنس گیا۔ جھوٹ ہی تو نہیں " بولنے ہوتا تھا اس سے۔ نظریں جواب کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑائیں۔ سامنے سے ویٹر اس کا آرڈر لیتے آرہا تھا۔ ویٹر کے کندھے سے ہوتے اس کی نظر پیچھے دور دیوار پر چسپاں نقشہ پر ٹھہری۔

بولو نا فاطر اسلام کہاں فرار ہو رہے ہو؟" اردو زبان میں ادا کیئے گئے الفاظ کے "

پیچھے فاریہ کا زہریلا طنز ویٹر نے بھی محسوس کیا، وہ الگ بات ہے کہا کیا گیا ہے.........

پلے اسکے کچھ نہیں پڑا۔

نظریں ایک ملک کے نقشے سے دوسرے کے اسکین کر رہی تھیں، نام پڑھتا، بدمزہ

ہوتا، رد کر دیتا۔ ویٹر اس کے سامنے آملیٹ، ایش بلادی، کباب اور مصری کافی رکھ

گیا۔

ایشیاء کے ممالک دیکھتے اسکی نظریں ٹھہریں، تلاشِ ختم ہوئی۔ ایک ایسا ملک جہاں

وہ جانا جہنم واصل ہونے کے برابر سمجھتا تھا۔

پاکستان۔" کھویا ہوا لہجہ نجانے کس جذبہ کے زیر اثر تھا۔ "

پاکستان؟" بے یقین لہجہ جو فاطر کے فیصلہ کے عین مطابق تھا۔" تم پاکستان جا "

"رہے ہو۔

"ہاں کیوں؟" مصری گول پھولی ہوئی روٹی کو توڑ کر نوالہ آملیٹ سے بنایا۔ یہ آج کا پہلا اور سب سے مشکل نوالہ ہونے والا تھا۔ حلق میں اٹکتا نہ پانی نگل سکتا تھا نہ کافی۔

"کیا کرنے جارہے ہو پاکستان؟" شکی لہجہ۔ وہ جانتا تھا ابھی اسکی بہن کا چہرہ کیسا ہوگا۔ بھوری آنکھوں میں خفگی اور بھنویں بھینچی ہوئیں۔

"ایکسپلور۔" اپنے دل کی دھڑکن کو وہ اپنے کانوں میں بے ترتیب ہوتا محسوس کرسکتا تھا۔ جھوٹ بولنا دنیا کی سب سے بڑی جھک ہے۔

"تم۔۔اور پاکستان جاؤ گے؟" فاریہ کا لہجہ شوخ تھا جیسے وہ مقابلہ کے لیئے بلا رہی ہو۔

"کیوں میرے پر حکومتی بین ہے۔" کافی کا گھونٹ بھرا۔ (مصری کافی ایک پھیکے قہوہ کی مانند ہوتی ہے جس کے ساتھ گڑ یا کوئی میٹھی چیز کھائی جاتی ہے۔)

"سچ سچ بتاؤ کہاں غائب ہونے جا رہے۔ مجھے بھی تو پتہ ہو میرا اکلوتا بھائی دنیا کے کس خطے میں کیا کر رہا ہے۔" پسِ منظر میں وہ فاریہ کے روتے بچے اور اس کی ساس کی پکار بخوبی سن سکتا تھا۔ فیملی کیمیو یونو!

فاطر نے ایک اور نوالہ بنایا۔ یہ والا خفگی لیئے تھا مگر ہضم جلتی ہوا تھا۔ "میں نے کبھی تم سے پوچھا کے میری اکلوتی بہن دنیا کے کس خطے میں ہے اور کیا کر رہی ہے۔"

"انگلینڈ میں ہوں، شادی شدہ ہوں، الحمداللہ دو بچوں کی ماں بھی ہوں۔" جواب متوقع تھا۔ وہ جانتا تھا دوسری طرف بیٹھی اسکی خرانٹ بہن مسکرا رہی ہو گی۔

"اب بتاؤ!" اپنی چار سالہ بڑی بہن سے آج شاید وہ نہیں جیت سکتا تھا۔ فاطر نے غصہ سے ناک چڑھائی۔

میں نے تمہیں بتانے کے لیئے کال کی ہے، نہ کے مشورہ لینے یا حکم ماننے کے لیئے۔" بات گھمادی۔ وہ بالکل داخلی دروازہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کوئی داخل ہوا، دروازہ کھلا تو گھنٹی کی آواز آئی۔

"کرنی میں نے اپنی مرضی ہی ہے اسی لیئے شب بخیر۔"

فاطر تم۔۔۔" کال کاٹتے اس نے چھوٹی انگلی سکرین پر پھیری۔ فکریہ کی کنٹیکٹ انفارمیشن کھولی، کونے میں موجود تین ڈاٹس کو دبایا اور یہ ہوئی وہ...... بلاکڈ۔

یہ عورت بلاک لسٹ میں ہی اچھی لگتی ہے۔

دور انگلستان میں بیٹھی پاکستانی اور مصری نقوش والی عورت کی آنکھیں غصہ سے چھوٹی ہوئی۔ سکرین پر واضح۔

This contact has blocked you. لکھا آرہا تھا۔

"کمینے تو نے مجھے پھر بلاک کر دیا۔"سسرال نے اسکا لہجہ خالص پاکستانیوں جیسا کر دیا تھا۔غصہ سے مٹھی بھینچے وہ بے یقین تھی جب اسکی بیٹی ایمن کمرے کے دروازے پر نمودار ہوئی۔

"مما آپ کو دادو بلا رہی ہیں۔"فاریہ نے بدمزگی سے مڑ کر بیٹی کو دیکھا۔اس بیچاری کی روح فنا ہوتی رکی۔

"دادو!"وہ چینختے ہوئی بھاگی۔فاریہ نے گہرا سانس لیتے خود کو کمپوز کرنا چاہا۔وہ اپنے منحوس بھائی کے لیئے جل کر کیوں اپنا خون ضائع کرے۔

گہری سانسیں اندر لیتی، باہر نکالیں۔

کچھ دیر تک یہ عمل دہرایا۔اب وہ خود کو کافی پر سکون محسوس کر رہی تھی۔فون اٹھایا تاکہ سکرین بند کر سکے جب نوٹیفیکشن کی پنگ ہوئی۔

فاطر کا میسج تھا۔

www.novelsclubb.com

ہونہہ! آگیا نالائن پر۔" خود کو سوری کے میسج کا جواب دینے کے لیئے تیار "
کرتی فخریہ انداز میں گردن اکڑالی۔

" اور ایک اور بات، زبیر سے کہہ کر برائے مہربانی میری جاسوسی میں اپنا وقت
برباد مت کرنا، الحمداللہ تمہارے دو بچے ہیں، ایک عدد معصوم سا میاں اور چھوٹی
سی ساس بھی......انہی کا خون چوسنا۔"

پرسکون ہونے کی مشق پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئی۔ وہ جو معافی کی طلب گار تھی
میسج کے نیچے لکھا بڑا ابڑا ابلا کڈاس کے غصہ کا پارہ ہائی کر گیا۔

پوری شدت سے فون "FATIR ABUL ISLAM!!!!"
بیڈ پر پٹخا۔ باہر اسکی ساس اسے بلا رہی تھی، پیچھے اسکا چھوٹا بیٹا رو رہا تھا اور یہاں اس کا
اکلوتا بھائی اسکو بار بار بلاک کیئے جا رہا تھا۔

کیا قسمت تھی اس کی۔۔۔نہ میکے میں چلتی ہے، نہ سسرال میں۔

★★★★

باب ملکہ

وہ ان مہروں کی جگہ بھی خود ہی معین کرتی ہے

اک اک کر کے سب کا لاغر کرتی جاتی ہے

ایک حبس زدہ اور پریشان رات ڈھلی تو ایک خوشگوار اور پرامید صبح کا آغاز ہوا۔ صد شکر ہے مصر میں آج سورج نہیں نکلا تھا ورنہ اتنی گرمی میں گھر سے نکلنا اللہ کی پناہ!

"یہ سب تم کیا کر رہی ہو المیرا؟" اترے ہوئے سبز رنگ کی کھڑکی سے پرندہ گزر کر گیا۔ اندر کھڑی دو لڑکیاں قد میں برابر سوچ میں کوسوں دور تھیں۔

"خزانہ کی تلاش۔" کمرے میں سامان کا ڈھیر تھا۔ کہیں کپڑے بکھرے تھے تو کہیں جوتے۔ کہیں جنک فوڈ کے آدھے کھلے پیکٹ تھے۔ کہیں سوڈا کین کی خالی بوتلیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس سب ملبے کے درمیان وہ دونوں کھڑی تھیں۔ کپڑوں کو ہاتھ میں اٹھا اٹھا کر جانچتی المیرا اور اس کے سر پر کھڑی انجان زیبا۔

تم لوگوں کو کیا لگا تھا کل رات وہ فیصلہ جذباتیت میں اٹھایا جانے والا سنگین قدم تھا بس؟

سیاہ رنگ کی لمبی سی سکرٹ کو اٹھاتے المیرا ناک کے قریب لائی۔ بدبو تھی مگر زیادہ نہیں۔ پرفیوم سے نکل جائے گی۔ اس کو جھاڑا اور چہرے کے سامنے بلند کیا۔

......دامن کے بالکل نیچے داغ تھا

......بیلٹ کے قریب کپڑا جلا ہوا تھا

اور سب سے بہترین اس کی فلئیر کے اندر برموداتکون جتنا بڑا سوراخ تھا۔

سوراخ کو دیکھتے اس کا منہ کھل گیا۔ ابھی تو دو سال پہلے سالگرہ پر اس کی ایک دوست نے تحفہ دیا تھا۔ پھٹ بھی گیا!

www.novelsclubb.com

سوراخ کے اندر سے دیکھا۔ دوسری طرف زیبا کا چہرہ نظر آیا۔ وہ الجھی ہوئی تھی، نادان بچی ہماری۔ جبکہ المیرا نے اب صدمے میں مبتلا ہو جانا تھا۔

ایک غربت ہے جو ختم نہیں ہوتی دوسرے خرچے ہیں جو بڑھے چلے جاتے ”
“ہیں۔

ایک بے بس، مفلس شہری کی صدا۔ بیڈ کے دوسری طرف اپنے گرے پرس کی طرف لپکی۔ کمرے میں آج پنکھے کی ہوا ہی تازگی بخش رہی تھی مگر اس بابا آدم کے زمانے کی ایجاد سے نکلتی آوازیں وہ تازگی کیا الٹا بدمزگی پھیلا رہی تھی۔

المیرا تم پہلے ہی آدھا کمرا بکھیر چکی ہو پلیز اسے بھی مت۔ (المیرا نے پرس ” الٹاتے سامان بیڈ پر بکھیر دیا۔) بکھیر دینا۔“ زیبا کی آنکھیں اکتاہٹ سے چھوٹی ہوئیں، لہجہ بے بسی سے پھیکا۔

بیگ میں سے قارون کے کئی خزانے نکلے۔

چونگم کے آدھے کھائے ریپرز، ورلڈز بیسٹ باس والا مگ، بے شمار سرخیاں اور۔

"ارے! (گول مول ہوا ایک کاغذ اٹھایا) یہ کیا؟" زیبا بمشکل جوتوں کے ڈھیر سے بچتی اس تک آئی۔

.....پیلے رنگ کا پوسٹر۔ ماہِ ملکہ کروز شپ کا اشتہار

"یہ تو وہی نہیں؟" زیبا نے سوال کیا۔ "یہ تمہارے پاس پہلے سے تھا۔" المیرا نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ لوگوں کے چہرے ایک جھلک میں حفظ کرنے والی کو یہ تک نہیں معلوم ہوتا اس نے کونسی چیز کہاں رکھی ہے۔

بہت دیر تک دماغ پر زور ڈالا مگر جہاں زنگ پکا ہو گیا ہو وہاں انسان کتنی ہی دیر کرید سکتا ہے۔

"چھوڑو اسے۔" دوبارہ کاغذ کو گول مول کیا اور کچرادان کی طرف اچھالا۔ اس کی اچھی قسمت کہ کاغذ اچھا خاصا دور گرنے کے باعث کمرے کے گند کا حصہ بننے کا شرف پا گیا۔

"چلو میرے ساتھ۔" پرس میں ضروری سامان ڈالتے اس نے حکم دیا۔ اپنا وہی سکارف گلے میں لے رکھا تھا۔ وہی بے رنگ جینز کے ساتھ ہلکی گلابی رنگ کی شرٹ اور اوپر گہری سبز جیکٹ۔

"کہاں چلوں؟" زیبا بھی نجانے کس آدھے دماغ والی عورت کے ساتھ بندھ چکی تھی۔ جھک جھک کر چیزیں جمع کرتے المیرا کے بے تحاشہ گھنے اور سیدھے بال چہرے پر آ رہے تھے۔

"المیرا یہ تم......" جوتوں کے ڈھیر میں سے سبز رنگ کے سینڈل نکالتے وہ اٹھی اور زیبا کی طرف مڑی۔

www.novelsclubb.com

آہ ہ! ”زیبا کی پتلی سی چیخ سنائی دی۔وجہ ،المیرا کے چہرہ پر بکھرا بالوں کا جال ۔المیرا کو دنیا بھوری لگ رہی تھی۔ “

“! بال ہٹاؤ چہرے سے۔۔ بھوت لگ رہی ہو ”

ایک تو اسکے یہ ڈھیٹ بال۔ گردن ادھر ادھر گھما کر انہیں درست کیا۔وہ یوں اپنی جگہ پر آئے جیسے کبھی خراب ہی نہ ہوئے تھے۔

جلدی سے نیچے آؤ۔“مہارت سے چیزیں ٹاپتے وہ دروازے تک پہنچی جبکہ زیبا اپنی دوست کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔یہ کیا چیز ہے !؟ “

مگر ہم جا کہاں رہے ہیں؟“بپھرا ہوا پریشان کن لہجہ۔ ”

المیرا کا ہاتھ دروازے کی ناب تک جاتا رکا۔ گردن گھما کر زیبا کو دیکھا۔بال بھی ساتھ لہرائے۔

ہیزل آنکھوں میں شوخی سموئی۔گہری لال لپ سٹک والے ہونٹ مسکرائے۔آنکھوں کے گرد سلوٹیں نمایاہوئیں۔

"شاپنگ!"کھنکتی ہنسی پورے کمرے میں گونجی۔دروازہ کھولااور پیچھے سے ٹھاہ کی آواز سے بند کیا۔

زیبا کی نظریں بیزار تھیں۔ہونٹ پتلی سی لکیر میں بندھے تھے۔آنکھوں اور ہونٹوں کی بناوٹ میں فرق مشکل ہورہا تھا۔

"تو یہ بات سیدھی طرح سے بھی ہوسکتی تھی اتناڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت۔"

گند کے ڈھیر میں کھڑی لڑکی کچھ خاص متاثر نہیں لگتی تھی۔

★

مال، قاہرہ 01 اوون

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

قاہرہ میں واقع یہ کمرشل مال تھا۔ کھجور کے درخت کی اوٹ میں چھپی شیشوں کی بنی عمارت جس کے بالکل اوپر 'اوون' لکھا تھا۔ خنک ہوائیں پتوں کو لہرا رہی تھی۔ آج مصر تازہ سا تھا، جیسے امید کی نوید سنا رہا ہو۔ سورج البتہ زیادہ دیر تک بادلوں کے پیچھے ناں رہ سکا۔ اسکی جھلستی گرم دھوپ بالآخر پھیل ہی گئی۔

داخلی دروازے پر نظر ڈالو تو کئی لوگوں کے درمیان اسی امید کا پیچھا کرتے زیبا اور المیرا ابھی چلے آرہی تھیں۔ بلکہ چلے کم المیرا باقاعدہ اسے گھسیٹ کر لا رہی تھی۔

سورج کا رخ سیدھا اسکی آنکھوں کی طرف تھا۔ بھوری آنکھیں چھوٹی کیئے ان میں خفگی تھی۔ یک لخت اپنی دوست کا بازو چھوڑتے المیرا ناپسندیدگی سے مڑی۔

" کیا سوچ سوچ کر قدم اٹھا رہی ہو۔ ساری عقل یہی سوچنے میں ضائع کر دو اندر جا کر میری شکل دیکھ لینا۔"

" المیرا ہم یہاں آئے ہی کیوں ہے؟" بے ترتیب سانسوں اور پسینے سے شرابور بدن نے زیبا کو عجیب مشکل میں ڈالا ہوا تھا۔

اسکے سر پر کھڑی المیرا کا الٹا غصہ سے برا حال ہو رہا تھا۔نہ اسے کوئی گرمی لگ رہی تھی،نہ پسینہ آرہا تھا۔شاپنگ کے معاملے میں کوئی دیر سویر نہیں۔

"بے فکر رہو تمہارے پیسوں سے کچھ نہیں خریدوں گی۔"زیبا کی جلد بازی سے گردن اٹھانے پر باقاعدہ ٹوٹنے کی آواز آئی۔

"اپنے پیسے ہیں میرے پاس۔"وہ جتا رہی تھی یا خفا ہو رہی تھی اندازہ لگانا مشکل تھا۔المیرا کے ساتھ کب کچھ آسان ہوتا ہے۔

کچھ لمحات وہیں کھڑے رہنے کے بعد زیبا سیدھی ہوئی۔بارش کا تو جیسے اثر سرے سے ختم ہی ہو گیا تھا۔پانچ منٹ وہی کھڑے رہنے کے بعد ہی تپتی دھوپ کے آگے اس نے گھٹنے ٹیک دیئے۔

"چلو اندر۔"کچھ نا سہی اندر اے سی تو تھے نا۔وہیں عیش کر لے گی تھوڑی دیر۔

الفاظ نہیں توانائی کی گولی تھی جو سیدھا المیر اعنایت محسن کے رگ وروپ میں تازگی بخش گئے۔ منہ بسورے کھڑی ملکہ چہک اٹھی۔

"یہ ہوئی نا بات۔" فرطِ جذبات کے ہاتھوں بے سدھ ہوتے پورے جوش سے زیبا کا بازو پکڑا اور دوبارہ مین اینٹرس کی طرف بھاگنے لگی۔

"میرا بازو نکل جائے گا میرہ۔ آرام سے۔" گرتے سنبھلتے لوگوں سے ٹکراتے وہ آٹو میٹیک دروازے سے اندر آئے۔

"ارے کچھ نہیں ہوتا۔ نیا لگوالیں گے۔" یہ المیرا کا ایک الگ ہی روپ تھا۔

کہاں وہ شاطر عورت جو بنا آواز اونچی کیئے اپنا کام نکلوا لیتی ہے اور کہاں یہ بچوں کی طرح خوش ہوتی منہ پھلاتی پرستان کی پری۔ مال کی روشنیاں زیادہ تیز تھیں یا پھر المیرا کے آنکھوں میں جلتے جو شیلے دیئے مقابلہ مشکل تھا۔ اور اس مشکل مقابلے میں سب سے تگڑا مقابلے باز تھا زیبا کے چہرہ پر بنتا خوف کا سایا۔ کوئی شک نہیں تھا کہ اس مقابلہ کی فتح زیبا کے ہاتھ میں آئی ہے۔

اس کی دوست اب اس کی نہیں اس مال کی ہو کر رہ جانے والی تھی۔

زیبا کو کلائی سے پکڑتے وہ پانچ فٹ ایک انچ کی آفت آج مال لوٹنے نہیں ڈھانے آئی تھی۔

"تسک! تھوڑا تیز چلو عورت۔" دور سے دیکھو تو یوں لگتا تھا ایک بچی کسی بوری کو گھسیٹتے ہوئے لے جارہی تھی۔ حال زیبا کا کسی بوری سے کم نا تھا۔ بھور الباس، بھورا حجاب اور زمین سے بمشکل ایک فٹ اوپر وجود۔

وہ دونوں سیدھا ایسکیلٹر پر چڑھیں۔

"المیرا اب تو ہاتھ چھوڑ دو میں بھاگ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔" اس کے کان میں کہا۔ المیرا بدمزہ ہوئی اور گردن ہلکی سی موڑ کر دیکھا۔

"اف ہو! یہ لو۔" ہاتھ کو یوں جھٹکا دیا جیسے کوئی بہت اچھوت شہ ہو۔

اوپر جانے والے ایسکیلٹر میں ان کے علاوہ ایک آدمی آخری کے کچھ سٹیپس پر تھا۔ اسکے علاوہ ساتھ جڑے نیچے آنے والے ایسکیلٹر پر بس ایک ہی لڑکی تھی۔ زیبا نے اس کی ہلکی سی جھلک دیکھی۔

پونی میں قید بلانڈ بال اور سرخ بلیزر۔ اسکا سر پرس میں جھکا تھا غالباً کچھ تلاش کر رہی تھی۔

سیکینڈز کا کھیل تھا.... وہ لڑکی المیرا کے شانہ بشانہ آئی۔ مگر نہ اس نے سر اٹھایا نہ المیرا نے گردن موڑ کر دیکھا۔

"ہم ادھر جا رہے ہیں پہلے۔" ایسکیلٹر سے اترتے ساتھ زیبا کہ کلائی دوبارہ المیرا کے ہاتھ میں تھی۔ سیفورا کی طرف اشارہ کرتے وہ بچی اپنی بوری کو گھسیٹنے لگی۔

"المیرا تم نے ابھی پچھلے ہفتے لپسٹکس لی ہیں۔" زیبا کی بات پر وہ ایڑیوں کے بل گھومی۔ اسکی دوست قدرے سٹپٹائی جب المیرا نے اعلانیہ لہجہ میں کہا۔

” a girl can never go wrong with a new shade of red. “

ہاتھ کو یوں ہلا کر اپنا نادیدہ قبا درست کیا جیسے وہ ملکہ ہو اور زیبا کنیز۔شان سے قدم اٹھاتے وہ خود کو روشنیوں کے حوالہ کر چکی تھی۔ان ہیزل آنکھوں کو کوئی روک کر دکھائے۔

★★★★

باب محافظ

www.novelsclubb.com

مال کے اے ٹی م سے نکلتے اس نے پیسے اپنے پرس میں بحفاظت ڈالے۔ 01 سرخ رنگ کا بلیزر کوٹ اور سیاہ رنگ کی شرٹ کے ساتھ وہ اونچی سیاہ ہیلز میں چل رہی تھی۔

گل جان کا عکس مال کے مرمریں فرش پر ابھرتا،لوگ گزرتے تو غائب ہوتا پھر دوبارہ بن جاتا۔عینک درست کرتے پونی کسی اور ایسکیلٹر کی طرف بڑھ گئی۔

کل رات ہونے والی ان بن کے بعد اس کی بہن کو نجانے کہاں سے ترس آیا اور انہوں نے پیسے (اتنے کے اس کا گزر بسر ہو سکے) اسے بھجوا دیئے۔

نیچے کی طرف گامزن ایسکیلٹر پر وہ تھی اور اس کے ساتھ اوپر کی طرف جاتے ایکسیلٹر پر بس ایک مرد اور دو لڑکیاں۔ایک ہلکے بھورے بالوں والی دوسری بھورے حجاب والی۔

گل اپنے پرس میں ہاتھ مار رہی تھی اسی لیئے ان پر زیادہ غور نہیں کیا۔

ایک لمحہ کے لیئے وہ دونوں روبرو آئی تھیں۔بھورے بالوں والی لڑکی اور گل کندھوں کے برابر کھڑی تھی مگر نہ اس نے سر اٹھایا نہ ساتھ والی نے گردن گھمائی

۔

شاید قدرت انہیں کسی اہم مقام پر ملانا چاہتی تھی جہاں وہ دونوں ایک دوسرے کا ساتھ دینے پر مجبور ہو جائیں۔

ایسکیلیٹر سے اترتے اس کی ہیل دوبارہ فرش پر ٹھک ٹھک کرنے لگی۔

مال کے دروازے پار کیئے دفعتاً دھوپ آنکھوں سے ٹکرائی۔

ابھی تو موسم اچھا بھلا تھا جب وہ گھر سے نکلی تھی یہ گرمی کہاں سے آ گئی؟ مال کے سامنے بنے فوارہ کا گہرا نیلا پانی چمک رہا تھا۔ کئی لوگ آ چکے تھے۔ بھیڑ میں سے راستہ بناتی وہ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئی۔

"اللہ سمجھے مصر کے موسم کو۔" اپنی مادری زبان میں بڑبڑاتے آنکھیں گھمائیں۔

★

کہیں سے نہیں لگتا تھا کے صبح تک اس شہر میں ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔

پیلے رنگ کی ٹیکسی روڈ پر مناسب رفتار سے چلتی رہی۔ کھجور کے درختوں کی ایک لمبی قطار تھی جو کھڑکی سے باآسانی نظر آرہی تھی۔یوں لگتا تھا کہ وہ درخت بھی آپ کے ساتھ سفر پر گامزن ہیں۔

لیکن گاڑی میں بیٹھی لڑکی انہیں نہیں دیکھ رہی تھی۔ پچھلی سیٹ پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھی ترک لڑکی اپنے فون میں مصروف تھی۔

نظریں ایک سطر سے دوسری کو پڑھتی جاتیں۔زبان ایک کے بعد ایک لفظ ادا کرتی اور انگلی سکرین کو اوپر نیچے کر رہی تھی۔

کل رات لیئے جانے والا فیصلہ اٹل تھا اور اس چھپا چھپی کے کھیل کو ختم کرنے کا آخری حربہ بھی۔

گوگل پر 'ماہ ملکہ کروز شپ' کے کی ورڈ ڈالتے اب وہ ان کے حوالے سے معلومات لے رہی تھی۔

گل جان کو گیان لینے اور بانٹنے کا خاصا شوق تھا۔

اس وقت اگر اسکے لال رنگ والے آئی فون پر جھانکو تو تمہیں ماہِ ملکہ کروز شپ کی کے حوالے سے ایک آرٹیکل کھلا دکھے گا۔

وہ سال جب تمام کڑیاں ملیں اور نتیجہ تھا......ماہِ ملکہ۔ یہ منصوبہ ایک 2015' تجربے کے طور پر شروع ہوا۔ جس کا موضوع متعدد قوموں، قومیتوں، ثقافت، نسلوں اور قوتوں کو اکٹھا کرنا تھا۔

بالکل فرنٹ پیج پر جہاز کے ماضی سمیت اس کے متعلق تمام معلومات تھیں۔

ماہِ ملکہ کی کارکردگی۔

ماہِ ملکہ کروز شپ اور باقی کروز سپس میں بنیادی فرق۔

جہاز کا انٹیریئر اور اس سے منسلک لوگ۔

www.novelsclubb.com

گل ایک آرٹیکل پڑھتی۔ تفصیلی جائزہ لیتی اور دوسرا کھول لیتی۔ وہ اندھوں کی طرح اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکتی۔

کیفے ریچ میں اب کے گاہکوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ نیلی وردی پہنے بیرے اپنے) روز کے کاموں میں مصروف تھے۔ ایسے میں اپنی صبح والی جگہ پر موجود بھوری رنگت والا وہ اینکر تیسرا کافی کا کپ منگوا چکا تھا۔ اب تو وہاں موجود لوگ بھی اسے دیکھ کر سرگوشیاں کر رہے تھے۔ پبلک ہستی تھا ہمارا فاطر اسلام، سب جانتے تھے یہ وہی نیم پاگل ہے جو لوگوں کے سروں پر میز مارنے کی خاصیت رکھتا تھا۔

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، ہاتھوں میں فون پکڑے اور کافی کا کپ لبوں سے لگائے وہ کسی گہری کھوج میں غرق تھا۔

' صرف مصر ہی نہیں بلکہ کل ملا کر ہمیں بیس ممالک سے فنڈز ملتے ہیں۔ بیس ممالک ہیں جو ماہِ ملکہ کروز شپ کی کامیابی کی وجہ بنیں ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔'

فاطر اسلام بے وقوف لگتا تھا، بے وقوف تھا نہیں۔ وہ سب سے جھوٹ بول کر

گوشہ نشینی میں مصروف ہونے والا تھا اب تحقیق بھی نہ کرے۔ ویب سائٹ

والے صفحہ پر تھا۔ دیکھنے میں تو یہ بہری (allies) کھولے وہ ان کے ایلائی

(جہاز اتنا بڑا نہیں لگ رہا۔

کھجور کے درخت کہیں پیچھے رہ گئے۔ مصر میں اب جا کر دن کی شروعات ہوئی

تھی۔ ٹریفک میں پھنسی گاڑی کے اندر بیٹھی وہ آس پاس سے بیگانہ تھی۔

ہر سال ہماری دس ڈیکز (منزلیں) والی کشتی تقریباً 350 افراد کو ہوسٹ '

'کرتی ہے۔

بس دس ڈیکز۔ گل جان کچھ خاص متاثر نہ ہوئی تھی۔ مگر خیر یہ کون سا اتنی ہائی

فائے کروز شپ تھی۔ انٹرنل ٹور (ملک کے اندر رہتے ہوئے) کے لیئے اتنی بڑی

کروز شپ بھی کافی ہے۔

www.novelsclubb.com

آگے بیٹھے ڈرائیور نے بیک مرر سے پیچھے دیکھا۔ عجیب لڑکی ہے آدھے گھنٹے سے سکرین سے سر نہیں اٹھایا۔

ایک دکان سے دوسری دکان، دوسری دکان سے تیسری دکان۔ المیرا نے پاوں) میں سینڈیل نہیں رولر سیکیٹس پہن رکھے تھے۔ زرا جو وہ عورت تھکی ہو۔

تم تھوڑا تیز چلو گی۔ ہم نے ابھی اور بھی سامان خریدنا ہے۔" رک رک کر " دکانوں کے نام پڑھتی المیرا نے شکایت کی۔

ابھی اور بھی ہے۔" آواز سے لگتا تھا وہ شخص زندگی کے آخری ایام گزار رہا " ہو۔ جوتوں کی دکان میں گھستی المیرا راستے سے ہٹی تو پیچھے کھڑا وجود واضح ہوا۔

شاپنگ بیگز سے لدے ہوئے ہاتھ۔ پیاس سے خشک ہوتا حلق۔۔۔۔ اور ان سب کے بیچ وہ ننی سی جان زیبا۔ یہ ظلم کم تھا کیا کے اپنے پیسوں کا بول کر بھی المیرا اسکے پیسوں پر خریداری کر رہی ہے۔(ہاں سارے پیسے زیبا کے نہیں تھے مگر جیب میں ہاتھ ڈالتے وقت دل پر تو ہاتھ پڑتا ہے نا۔)

لوٹادوں گی نا۔۔۔ایک بار اس کشتی سے پیسے آجائیں۔"زیبا اسکو کیسے سمجھائے کے نہ کبھی یہ پیسے آنے ہیں اور نہ کبھی تم نے قرضے اتارنے ہیں۔

"کوئی اندھی طوفان آجائے اور یہ عورت اسی ہی میں کہیں غائب ہو جائے۔" دل ہی دل میں دعا کی اور زیبا جیسے مفلس لوگوں کی دعائیں تو جلد قبول ہوتی ہیں۔

"وہاں کیوں کھڑی ہو۔" دکان کے دروازے سے جھانکتے ہوئے کہا۔"اندر آؤ نا۔"

ترس اور رحم جیسے جذبات المیر اعنایت محسن پیدا ہوتے وقت ماں کی کوکھ میں (چھوڑ آئی تھی۔

ڈرائیور کی انگلیاں مسلسل سٹیرینگ ویل پر ردھم کی طرح چل رہی تھیں۔وہ بور ہو رہا تھا ٹریفک کے منظر سے نہیں پیچھے کے منظر سے۔یہ لڑکی کیا ہے سر اٹھا کر دیکھ لے اسے۔

پچیس چھبیس برس کا دکھنے والا وہ ڈرائیور خاصا خوش شکل تھا۔

ہمارے کروز جہاز نے آپ کو دیواروں سے نہیں باندھنا۔ ہمیں دریافت کرنا ’
پسند ہے اور ہم یقینی بنائیں گے کہ آپ بھی ایسا کریں۔ ثقافتی پابندی کے بغیر تفریحی
سرگرمیوں کے ساتھ۔ مزید تفصیلات کے لیئے آپ ہمارے اس مرتبہ کے
tour plan کی ڈیٹیلز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ‘

اپنے خیالوں میں گم وہ پڑھے جا رہی تھی اور اس کے خیالوں سے بے نیاز وہ ڈرائیور
اپنی منصوبہ بندی میں مصروف تھا۔ کیا یہ بہری ہے؟ یا یہ جان بوجھ کر مجھے نظر
انداز کر رہی ہے؟

ماہِ ملکہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں دنیا بھر سے ہر ایک کا استقبال کیا جاتا ہے۔ یہاں ’(
ہر کسی کو اجازت ہے اپنی قسمت آزمانے کی خواہ پھر وہ کسی کھیل کی صورت ہو یا کسی
نوکری کی۔ اپنی قسمت آزمائے اور اپنی زندگیاں بدلیں۔ ‘

کیفے ریچ کا وہ انٹیک کوزی سا ماحول باہر کی تپتی دھوپ سے سوگنا زیادہ بہتر تھا۔ تیسرا کپ ختم کرتے اس نے جہاں خالی کپ میز پر رکھا وہی بیرے نے چوتھا کافی سے لدا کپ میز پر سجا ڈالا۔ فاطر نے بغیر رکے وہ بھی اٹھا لیا۔

............کافی پر ہی تو زندہ تھا وہ۔ کڑوی کسیلی بلیک کافی پر

یہ ایک ریویو آرٹیکل تھا جس میں اس کروز شپ کو ٹور کرنے والوں نے اپنی رائے دی تھی۔ فاطر کو ویسے تو کچھ خاص انسانوں میں دلچسپی نہ تھی ماسوائے اپنی ذات ریویو پڑھنا اور کمنٹس میں بیوقوف لوگوں کا سکرین کے پار critical کے مگر سے بیٹھ کر ایک دوسرے کی رائے رد کرنے کے واسطے لمبے سطور لکھنا........ یہ (کسے نہیں پسند؟

لال اتری ہوئی نیل پالش والے ناخن اب تمام ٹیبز بند کر رہے تھے۔ تصاویر وہ دیکھ چکی تھی، آرٹیکلز وہ پڑھ چکی تھی اگر ابھی ہینڈ فری قریب ہوتی تو ٹریول ولاگ بھی دیکھ لیتی مگر ہائے رے قسمت کل رات ہی ان کا ایک کان ٹوٹ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

فون کو بند کرتے اس نے بیگ میں ڈالا اور کہنی کھڑکی پر ٹکاتی باہر دیکھنے لگی۔ سامنے بیٹھے مرد کا منہ ہونقوں کی طرح کھلا رہ گیا۔ تھوڑی سی امید جو بندھی تھی کے ابھی یہ عورت سر اٹھائے گی وہ بھی ختم ہو گئی۔

روڈ کھلی تو گندی سی شکل بناتے اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ یہ بہری نہیں عقل سے پیدل ہے، اتار و اسے، پیسے لو اور ٹاٹا بائے بائے!

مال کا فوڈ کورٹ کھانوں کی خوشبو اور لوگوں کی آوازوں سے بھرپور تھا۔ شاپنگ) بیگز کا ڈھیر زمین پر رکھے لڑکی اپنا برگر کھانے میں مشغول تھی۔

لال لپ سٹک والے ہونٹوں سے سٹرا کو لگایا اور اپنی بوتل پی۔ المیرا کی نظریں کھانے کے بجائے آس پاس گردش کر رہی تھی۔ کہیں کوئی گوسپ نظر آجائے تو آج کا دن ہی بن جائے۔

اسکے برعکس سامنے بیٹھی زیبا مسلسل پندرہ منٹ سے اپنی فون سکرین کو گھور رہی تھی جہاں اس کا بینک بیلنس المیرا کو دیئے قرضوں کے بوجھ سے خالی ہو چکا تھا۔

المیرا تم نے کہا تھا تم اپنے خرچے سے چیزیں لو گی۔''زیبا نے اپنے سامنے '' رکھے خالی میز پر ہاتھ رکھا۔ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں المیرا بر گر کھاتی '' رہی۔''ہاں تو لیا تو ہے۔

زیبا ایک گہرا سانس لے کر رہ گئی۔المیرا کو ''اُسکی خریداری'' جتانے کا فائدہ نہ تھا۔

''تم میرے پیسے کب واپس کر رہی ہو؟ ''

پیسے ! پیسے ! پیسے ! زیبو کچھ اور بھی سوچ لیا کرو۔''زیبا صدمے میں دوچار '' ! ہونقوں کی طرح اسکے دیکھنے لگی۔ کہہ کون رہا ہے

اسکی حالت دیکھتے المیرا کو ہلکی سی ہنسی آئی۔

زیبا تم تو ایسے بول رہی ہو جیسے میں نے تمہارا اگردا گروی رکھوا کر آئی فون '' خرید لیا ہو۔''بر گر ختم کیا اور سوڈا کا سپ لیا۔

ابھی اس کی بھی کسر رہتی ہے۔''زیبا سے صرف سوچا گیا کہا نہیں۔ ''

www.novelsclubb.com

اچھا یہ لو۔" اپنے سامان میں سے دو شاپنگ بیگز زیبا کی طرف رکھے۔ "یہ تمہارے ہوئے۔ تمہاری دوستی کا میری طرف سے تحفہ۔" زیبا ہکا بکا رہ گئی۔ اسی کے پیسوں کا اسی کو تحفہ۔

" اب میرے لیئے ادھار میں سے یہ ختم ہو گئے اور تمہاری اگلے مہینے آنے والی سالگراہ کا تحفہ بھی ہو گیا۔" اٹھتے ہوئے اپنا پرس کندھے پر ڈالا۔ زیبا لاجواب ہو گئی اس لیئے کے نہیں کے اسکی دوست نے یہ چالاکی دکھائی دی او نہوں! اسی لیئے کیونکہ زیبا کی سالگرہ ایک مہینہ پہلے ہی گزر چکی ہے۔

(ایسی دوست کے لیئے خوار ہوتی ہے وہ؟)

★

آج وہ چوڑی گلی بچوں کے بے ہنگم شور سے محفوظ تھی۔ ظاہر ہے یہ ان کے سکول کا وقت تھا۔ ٹیکسی سے اترتے ساتھ وہ اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی۔ سیڑھیوں پر قدم رکھا ہی تھا جب پیچھے سے کسی نے اسے پکارا۔

گل کا ایک پاؤں سیڑھی پر اور باقی وجود پیچھے مڑا ہوا تھا۔

گل جی یہ آپ کا مہینہ بھر کا بل۔" یہ اس عمارت کے مالک کی بیٹی تھی جسے " انگریزی آتی تھی تو گل سے معاملات ہمیشہ اسی کی ذریعہ طے ہوتے تھے۔"اس میں بجلی، گیس، انٹرنٹ اور پانی ہر چیز کا بل ہے۔" کاغذ کو تھامتے وہ بغیر کچھ بولے اوپر آگئی۔

کمرے میں آتے ساتھ اس نے پہلے پنکھا چلایا اور بلیزر اتار کر بیڈ پر پھینکا۔ واش روم جانے کا ارادہ کرتی اس نے دروازہ کھولا جب اسکی نظر پنکھے پر گئی۔ یہ چلا کیوں نہیں؟ دوبارہ سے بٹن دبایا اور تب اسے احساس ہوا۔

"اللہ سمجھے مصر کی لوڈ شیڈنگ کو۔ "

دل ہی دل میں یاسمین کو کوستے وہ غسل خانے میں چلی گئی۔ پانچ منٹ بعد وہ باہر نکلی تو چہرے سے پانی کے قطرے ابھی بھی ٹپک رہے تھے۔ چست سرخ پینٹ پر پہنی سیاہ آدھے بازو والی گول گلے کی ٹی شرٹ سامنے سے نم تھی۔

گل آگے آئی اور فون آن کیا۔واٹس ایپ کی چیٹ میں سب سے اوپر نرگس کے میسیجز تھے۔عادتاً گل کی انگلی ان تک گئی۔

پھر یاد آیا وہ تو ناراض ہے۔

”آپا کبھی کبھار مجھے لگتا ہے آپ میری کمائی ہمارے پر نہیں اپنے کبھی نا ہونے والے شوہر پر لٹاتی ہیں۔“

کل رات غصہ میں ادا کیئے جانے والے جملہ یاد آیا۔فون کو ایک طرف پھینکتے گل جان نے آنکھیں موندتے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

ایک بہن کو ڈھونڈ رہی تھی۔

دوسری بہن کبھی اپنی ہوئی ہی نہیں تھی۔

تیسری.......اس سے کیا امید لگانی۔

وہ جائے تو جائے کہاں۔بیڈ پر کمر کے بل لیٹے فریم کے پیچھے سے نظریں بند پنکھے پہ مرکوز تھیں۔

اسے گرمی لگ رہی تھی مگر اس سے بھی کئی زیادہ اسے بھوک لگ رہی تھی اور سب سے بڑھ کر.......اسے اپنے گھر کی یاد آ رہی تھی۔وہاں کے لوگوں کی نہیں وہاں کی دیواروں کی۔وہاں کی گرمائش کی۔وہاں کی ٹھنڈک کی۔وہاں کے سکون کی۔وہاں کی خاموشی کی۔

دیارِ غیر آنا شاید اتنا مشکل نہیں جتنا دیارِ غیر میں بسنا مشکل ہے۔

★★★★

باب خادم

ایک دن گزرتے دیر کہاں لگتی ہے۔یہ سورج طلوع ہوا یہاں چاند نکلا۔چاند غائب تو دوبارہ نیلے آسمان پر نارنجی روشنی بکھر گئی۔

یہ روشنی اپنا راستہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہر گوشے میں پھیل جاتی ہے۔ پھر خواہ وہ فاطر اسلام کا گھر ہی کیوں نہ ہو۔

کیا!" ضرورت سے زیادہ حیرت۔ "تم پاکستان جارہے ہو؟" لیپ ٹاپ کی کھلی سکرین پر زبیر سے لائیو کال چل رہی تھی۔

مگر کیوں؟" زبیر کے لہجے میں بات کرنے کے لیے درکار کراہیت اور حیرت کی صحیح مقدار تھی۔ آخر وہ کس سے مخاطب تھا؟ پاکستانی مخالف فاطر ابوالاسلام ظہور۔ حیرت کی بات ہے کے اس شخص کی اپنی ماں پاکستان سے تھی مگر پھر خیال آتا ہے...... اس عجوبے کو تو ہر عورت سے خار ہے۔

یہ فاطر اسلام کا کمرہ تھا۔ پورے گھر میں اکیلے رہنے والے واحد انسان کا کمرہ۔ جہاں بیڈ پر سامان بکھرا تھا اور الماری کے پٹ کھلے تھے۔

www.novelsclubb.com

کہیں۔۔۔خدانخواستہ تم اپنے اصولوں سے پھر تو نہیں رہے؟"زبیر کے شکی " لہجہ پر فاطر بھونچکارہ گیا۔ہاں البتہ ظاہر نہیں کیا کے دل کی دھڑکن کیسے تھمی تھی، سانسوں کی ڈور کیسے حلق میں ٹھہری تھی۔

" اصولوں سے ڈرپوک لوگ پھرتے ہیں۔"دور رکھے لیپ ٹاپ کی سمت دیکھا۔لہجہ اور آنکھوں کی سختی گواہ تھی کے وہ ڈرپوک بالکل نہیں۔

جھوٹ بولنے کا پہلا اصول بات گھمادو یا دوسرے شخص پر ڈال دو۔وہ کامیاب گیا تھا۔

ابھی کل رات ہی تو اس نے 'جھوٹ کس طرح بولا جائے' پر وڈیوز دیکھی ہیں۔ پندرہ منٹ بعد ہی اسے اندازہ ہو گیا اس فضول کام کو سیکھنے کی کیا ضرورت وہ تو پیدائشی زہین ہے یوں چٹکیوں میں جھوٹ بول لے گا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”ہاں مگر پاکستان ہی کیوں۔ تم اُختی کے پاس چلے جاؤ۔“ زبیر کو کل رات آناً فاناً Sharm El-Sheikh (مصر کا شہر) کام کے سلسلے میں جانا پڑا ورنہ ابھی یہ کال نہیں وہ سیدھا گھر پر ٹپکا ہوتا۔

”اس سر درد کے پاس جانے سے بہتر ہے میں زہر کی بالٹی میں ڈبکی لگالوں۔“ اپنی طرف سے بھرپور سلیقے سے پینٹ تہہ کرتے فاطر نے سوٹ کیس میں ڈالی۔ کہاں اپنی طرف سے۔ اسکے تہہ شدہ کپڑے کہیں سے بھی اس رتبہ پر فائض نہیں ہوتے تھے۔

”تو میڈیا والوں کو کیا بتانا ہے؟“ ہوٹل روم میں بیٹھا زبیر اپنے دوست کی پیٹھ ہی کب سے دیکھ رہا تھا۔ چہرہ اس وقت دکھانے کے قابل جو نہیں تھا۔

”یہی کے پاکستان گیا ہوں اپنے گھر والوں سے ملنے آفٹر آل (ہلکی سا سر اٹھایا) میری امی کا گھرانہ ہے وہاں۔“ سفید دانتوں کی نمائش اس کمینی مسکراہٹ کو مزید زہریلی بنا رہی تھی۔ نجانے کیا خار تھی اسے اپنی ماں سے؟

"لیکن اُختی نے تو مجھے کہا تھا تم گھومنے جا رہے ہو۔" سفید شرٹ کو تہہ لگاتے ہاتھ رکے۔ جھوٹ بولنے کا دوسرا اصول۔ ہر جگہ ایک افواہ سے منسلک ایک سا جھوٹ بولا جائے۔ ناکامی اسکے چہرے پر سنہری حروف میں لکھی تھی۔

"تو اس پاگل کو تھوڑی بتانا ہے میں کی۔۔ کیا کرنے جا رہا ہوں۔" سفید شرٹ کو گول مول کرتے سوٹ کیس میں پھینکا اور باتھروم کی طرف روانہ ہوا۔

اب احساس ہو رہا ہے کاش وہ وڈیو مکمل دیکھ لی ہوتی۔

"لیکن تم جا کیوں رہے ہو؟" ...."کام ہے وہاں پر۔" اسکا دوست کچھ دیر خاموش رہا۔

www.novelsclubb.com

"اگر تم جا ہی رہے ہو تو اپنی امی کے گھر والوں سے بھی مل لینا۔" باہر سے زبیر کی آواز آئی۔ چھ فٹ ایک انچ کا مرد اپنی جگہ پر ٹھہر گیا۔ زبیر کے الفاظ نے ماضی کے بہت سے واقعات کی یاد دلا دی تھی۔

(ان سے تو میں اپنے جنازے پر بھی نہ ملنا پسند کروں۔) بالوں پر لگائی جانے والی لاتعداد اشیاء کو سینے سے لگاتے یہ خیال ہی اس کے اندر کرواہٹ گھول چکا تھا۔

فاطر جب باہر نکلا تو اس کا چہرہ ویسا نہیں تھا جیسا وہ لے کر گیا تھا۔

...........غصہ سے بپھرا، نفرت سے بھرپور

مٹیالے رنگ کا سفری بیگ لیتے اس نے اب سامان ڈالنا شروع کیا۔

"تم ان سے کب ملے تھے؟" زبیر کا لہجہ مخلص تھا بالکل اسکی شخصیت کی طرح

۔

فاطر لحظہ بھر کو ٹھہر سا گیا۔ خدا ہی جانتا ہے اسے ایسا کیا یاد آیا تھا جو چہرے پر چھائی سختی کچھ وقت کے لیئے نرم پڑ گئی۔

"میرے باپ مت بنو۔" فاطر کا لہجہ بیزار تھا بالکل اسکی شخصیت کی طرح۔

زبیر نے ناگواری سے ہونٹ بھینچے۔

"سیدھی طرح جواب دینا حرام نہیں۔"

"بغیر شادی کے کسی کا باپ بننا بھی حلال نہیں۔" طنزاً کہتے وہ آخر کار لیپ ٹاپ کے قریب آیا۔

زبیر نے مایوسی سے گردن دائیں بائیں ہلائی۔

"میرے ساتھ ہمدردی مت دکھانا۔ ترس آجائے گا مجھے تم پر۔" فاطر اسلام مسکرایا۔ نہ اس مسکراہٹ میں طنز تھا، نہ اس مسکراہٹ میں جبر۔ یہ صدق دل سے ادا کی گئی پر شفیق مسکراہٹ تھی۔

زبیر نا چاہتے ہوئے بھی نرم پڑ گیا۔ اسکا یہ کھڑوس دوست سال میں ایک بار ہی ایسے مسکراتا تھا۔

"کب جانا ہے؟"

ایک ہفتے بعد۔ ،، گھٹنوں کے بل وہ بیڈ کی پائنتی پر بیٹھا۔دوسری طرف زبیر ''
میز پر لیپ ٹاپ رکھے سامنے بیڈ پر بیٹھا تھا۔

میں آجاؤں گا تب تک۔ ،، ستیاناس ہو دوستی کا! فاطر کے قریب چھایا بہار کا ''
موسم اچانک آگ کی لپیٹ میں آیا۔ اگر اس کا یہ شکایتی دوست آگیا یہاں، تو اسے
سب پتہ چل جائے گا اور اگر اسے سب معلوم ہو جائے گا تو رپورٹ جائے گی سیدھا
فاریہ ابولاسلام کے پاس۔

انا کا مقابلہ بہت کٹھن تھا۔ کیسے بتا دے وہ اپنے اصولوں سے پھر رہا ہے۔

تم کیا گھاس لینے آؤ گے وہاں؟ ،، وہی بیزار اونچا لہجہ واپس آگیا۔ زبیر نے ''
غصہ سے دیکھتے کمرا کڑائی۔

''میرا بیسٹ فرینڈ مجھ سے دور جا رہا ہے اسے سی آف بھی نہ کرنے آؤں۔ ''

بڑی مہربانی آپ کی دور ہی رہیں مجھ سے۔ ،، کی پیڈ پر انگلی رکھی۔ ''

"کیا مطلب میں۔۔۔۔ "

اور تم میرے بیسٹ فرینڈ نہیں۔فاطر اسلام کا کوئی بیسٹ فرینڈ نہیں۔"حکم صادر کرتے شہنشاہ فاطر اسلام کال کاٹ چکے تھے۔

ایک منٹ کے لیئے سوچا کے زبیر کو بھی بلاک کر دے لیکن سوئے ہوئے ضمیر نے ذلیل کرتے ہوئے کہا کہ اس بیچارے کو بلاک کر کے کیا ملے گا۔

وہی تو سب سے پکا خبری ہے۔

زہن میں امڈتے خیالات کو جھٹکتے اس نے سکون کا سانس لیا۔اسکا بھانڈا اگر پھوٹ جاتا تو؟

"مسئلہ یہ نہیں کے وہ "کہیں جارہا تھا" مسئلہ یہ تھا کہ وہ "کیوں جارہا تھا۔

انہوں نے اسے روپوش ہونے کا کہا۔اس نے مخالفت کی۔اب اگر یہ بتادیا وہ مصر میں ہی ہے کہیں بس چھپا ہوا ہے تو کیا عزت رہ جائے گی؟

فاطر اسلام کو اپنے کہے کی لاج رکھنا آتی تھی۔

★★★★

باب ملکہ

ملکہ۔۔۔وہ جو بے نیاز ہے

دل، عقل، روح سب سے خود مختار ہے

آخر کار وہ دن آ ہی گیا۔سچ پر پردہ ڈالتے، جھوٹی امیدیں تھماتے اور اپنے پیاروں کو نظر انداز کرتے وہ ایک ہفتہ گزرا تو اپنی منزل کے قریب جاتا ایک اور ہفتہ آیا۔

ماہِ ملکہ کروز شپ کی دیو ہیکل چمکتی کشتی دور سے نظر آ رہی تھی۔گاڑی سے سر باہر نکالے المیر اعنایت محسن کے لب ستائش سے واؤ میں ڈھلے۔

اسکی ایک طرف زیبا بیٹھی تھی جو اسے مسلسل اندر ہونے کا کہہ رہی تھی اور آگے ڈرائیور جو کلمہ پڑھ کر اپنی گاڑی پر پھونک رہا تھا۔ نجانے یہ عورت کس سیارے پر چلی تھی جو اتنا سامان ساتھ لے جا رہی تھی۔

آگے ایک سوٹ کیس، ٹیکسی کی چھت پر ایک بھاری بیگ اور کندھے پر چھوٹا سفری بیگ۔ دوسروں کی دنیا خریدنے جا رہی تھی یا اپنی لٹانے۔

پتھریلی روش والے پورٹ پر انکی گاڑی دھوپ میں جھلملاتی تیزی سے دوڑی اور عین پارکنگ لاٹ کے سامنے رکی۔

آگے کا داخلہ ممنوع تھا۔ ڈرائیور نے ایک قدرے مصروف گوشے میں گاڑی پارک کی اور پیسوں کا مطالبہ کیا۔ المیرا نے زیبا کو ادا کرنے کا اشارہ کیا جس نے آگے سے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو ''میں زیبا ہوں بل گیٹس نہیں۔

اف آہ کنجوس ہی رہنا تم۔'' ناپسندیدگی سے والٹ میں ہاتھ مارتے پیسے نکالے اور ڈرائیور کو تھما دیئے۔

"یہ لو اور میرا سامان نکالو۔"

گاڑی سے نکل کر المیرا نے جوش سے ادھر ادھر دیکھا۔ یہاں سے ابھی وہ ٹرمنل کی طرف جائے گی۔ خوشی تو اسکے چہرے سے ہی معلوم ہو رہی تھی۔ گندمی پھول دار فراک کے اوپر منی ڈینم جیکٹ اور سر پر پہنی بانس کی بنی ٹوپی جو مسلسل ہوا کے جھونکوں سے ہل رہی تھی۔

"چلو زیبا باہر نکلو۔" جھک کر گاڑی کے شیشے سے جھانکی۔ بھوری لپ سٹک میں رنگے ہونٹ مسکراتے رہے۔

"المیرا آگے تم نے ہی سب خود کرنا ہے میرا یہاں اب کوئی کام نہیں۔ میں اندر نہیں جا سکتی تمہارے ساتھ۔" وہ بالکل سیٹ کے ساتھ چپکی بیٹھی تھی جیسے اسکی دوست ہاتھ بڑھا کر ہی اسے کھینچ نکالے گی۔ المیرا نے منہ پھلاتے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے پھر بائے بائے۔" اگلے ہی لمحے خوش ہوتے اس نے باہر سے ہی ہاتھ ہلا دیا۔اب کیا وہ اسے گاڑی سے نکالنے کا تکلف کرے۔اخلاقیات بھی کوئی چیز ہے۔

"مگر المیر امیرے پیسے۔" وہ پکارتی رہ گئی۔چھوٹی فتنہ اپنا سامان سنبھالتی اب بورڈنگ کے لیئے آگے ٹرمنل کی طرف بڑھ گئی۔

پتہ نہیں اس نے زیبا کی بات سنی بھی تھی یا پھر سن کر اِن سنی کر دی تھی۔

ٹوپی والی لڑکی جیسے ہی پارکنگ لاٹ سے نکلی ایک سلور رنگ کی آڈی سست روی سے پارکنگ لاٹ میں آئی۔

بہت انتظار کے بعد ایک کونے میں گاڑی پارک کی۔فاطر اسلام اپنی ہی گاڑی میں آیا تھا جو یہاں بحفاظت کھڑی رہے گی۔ویسے بھی دس دن کی بات ہے دس دن بعد وہ واپس قاہرہ میں ہو گا۔

پیچھے کھڑی اس گاڑی کا نظام اور دیکھ بال کروز والوں کی زمہ داری تھی، فاطر پہلے (ہی ان اخراجات کی ایک طے شدہ رقم ادا کر چکا تھا۔

ٹرمنل کا ایک ہی دروازہ تھا۔ عموماً دو دروازے ہوتے ہیں ایک ان لوگوں کے لیئے جو قدرے کم قیمت اور کم عیاشی پر جا رہے ہوں اور دوسری طرف وہ جو عیاشی سے کو بھی استعمال کر سکتے ہوں۔ yacht مراد اپنی

اپنی ٹوپی کو اڑنے سے بچاتے ہوئے ہاتھ رکھا۔ دوسرے ہاتھ سے لال رنگ کا سوٹ کیس سنبھالتے، ایک کندھے پر بھاری بیگ اور پیٹھ پر دوسرا کم بھاری بیگ ڈالے وہ چلے آرہی تھی۔ لوگ ٹولیوں کی صورت میں ہر جگہ موجود تھے۔

دفعتاً ایک کونے سے پستہ قد والا ایک آدمی نمودار ہوا۔ لباس سے وہ یہی کا سٹاف ممبر لگ رہا تھا۔ گلے میں جھولتا بیج اور سر پر موجود ٹوپی پر لگا لوگو۔

میم اپنا سامان دے دیں اندر پہنچوانا ہے۔" اسکی آواز میں ادب جھلک رہا تھا۔ "

ایک ہاتھ سے ٹرالی گھسیٹتے وہ دوسرا ہاتھ اب المیرا کے سامان کی جانب بڑھا رہا تھا۔

وہ مصر میں نئی ہوتی تو ضرور بے وقوف بن جاتی مگر یہی تو بات تھی وہ یہاں نئی نہیں تھی پچھلے آٹھ سالوں سے یہی رہ رہی تھی۔ (porter ایسے کئی کلی اور سفر کے دوران جگہ جگہ ملے گیں۔ مصر میں اس طرح سے لوٹ مار سب سے عام تھی۔)

" میں خود لے جاؤں گی بہت شکریہ آپ کا۔" یہ سروس بھی ضروری نہیں کے ہر بحری جہاز آفر کرے۔ کئی جہازوں پر آپکو سامان خود لے جانا ہوتا ہے اور کئی آپکو یوں آسانی مہیا کرتے تھے۔ یہ تھوڑا خطرناک ہو جاتا ہے کیونکہ عموماً لوگوں کو اُن کا سامان سہی جگہ اور وقت پر نہیں ملتا۔

www.novelsclubb.com

المیرا آٹھ سال پہلے یونہی ایک مرتبہ ٹھگی جا چکی تھی اب بار بار نہیں۔

ٹرمنل کے اندر آؤ تو یوں لگے کا کسی سرکاری دفتر کے اندر داخل ہو گئے ہو۔ چونکہ یہاں دو دروازے نہیں تھے تو ٹرمنل کے اندر ہی ایک طرف لکثری suite کا میز لگا تھا دوسری طرف عام رہائشیوں کا۔

اس تفرق کو دیکھ کر اسے تھوڑی سبکی ضرور محسوس ہوئی۔ بمشکل مسکراتے اپنی غیر ہوتی حالت پر قابو پایا۔ کوئی نہیں ایک دن وہ بھی لگژریز خرید لے گی۔

المیرا کے مطلوبہ میز کی جانب چلتے ہیں جہاں بئیریر لگا کر تین لمبی قطاریں بنائیں گئیں تھیں۔ المیرا آگے آئی اور اپنا پاسپورٹ دکھایا۔ مہر لگوائی، بکنگ آن لائن ہو چکی تھی۔ اس کا نام لسٹ میں دیکھتے انہوں نے کمرے کی چابی دی۔ ایک کارڈ جس کے عین کونے میں ماہِ ملکہ کا لوگو درج تھا۔ تاج کے اندر سے بہہ کر آتی کشتی۔

(بحری جہاز اور ہوائی جہاز کی بورڈنگ میں بس اتنا فرق ہے کے ہوائی جہاز میں آپ کا سامان بے شمار چیک پائنٹس سے ہو کر پھر آپ تک پہنچتا ہے جبکہ بحری جہازوں میں یہ بات سراسر کروز لائن والوں پر منحصر ہے۔ عموماً آپ کا سامان ایک ہی بار چیک کیا جاتا تھا) اس کے باوجود بس ٹیگ لگایا اور آگے بھیج دیا۔

بیگ سنبھالتے وہ بار سے باہر نکلی اور سیدھے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے سائن کی طرف مڑ گئی۔ بند دیواریں جلد ہی ختم ہوئی اور اب ایک طرف سے شیشے کی بنی

اونچی دیوار تھی۔دوسرے پار وہ جہاز کو دیکھ سکتی تھی۔نیلے کارپٹ پر رگڑ کھاتے پہیے آگے بڑھ رہے تھے۔منزلوں سے قریب۔سفید اور سنہرے رنگ کا جہاز۔

ماہ ملکہ۔۔۔۔ملکہ کا چاند۔۔نجانے یہ نام کیا سوچ کر رکھا تھا۔

آگے چلتے قدم دفعتاً رکے۔مڑ کر دیکھا۔۔۔۔تصویر کھنچوانے کی ایک دیوار۔(یہ تقریباً ہر بحری جہاز میں ایک الگ سے کونا بنایا جاتا ہے جہاں مسافر کی اپنی مرضی ہے کے کیا وہ رک کر تصویر بنانا چاہتا ہے یا نہیں۔)شیشے کی دیوار کے بالکل سامنے میٹل کی کرسیاں سجی تھیں جیسے ایرپورٹ کے ویٹنگ ایریا میں ہوتی تھیں۔

اگر کوئی پہلے آئے تو وہ یہی بیٹھتا تھا کیونکہ جہاز اپنے وقت پر روانہ ہوتا ہے۔

المیرا اپنا منہ کیوں نا مشہور کروائے۔

سامان بیچ راستے میں روکتے بھاگتے ہوئے گئی۔عجیب غریب شکلیں بناتے اس کو اللہ جانے کون سا سکون مل رہا تھ۔

www.novelsclubb.com

تصاویر بنوا کر دوبارہ سامان سنبھالا۔

دور کھڑے دو گارڈز اس عورت کی ہمت پر حیران تھے۔خود سے بھاری سامان وہ اتنے آرام سے سنبھال رہی تھی۔

قریب آنے پر اسکا کارڈ دیکھتے انہوں نے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

بس ایک موڑ مزید۔شیشے کی بنی روش جو اوپر نیچے سے بند تھی جیسے کوئی شفاف سرنگ جس سے سورج کی روشنی ٹکرا رہی ہو۔اس میں چل کر آتی المیرا کی آنکھوں میں امید اور ستائش کے کئیں چراغ جل اٹھے۔اس کے آگے پیچھے کئی لوگ تھے۔بانت بانت کی بولیاں۔مختلف نسلوں کے چہرے۔

یہ چراغ مانند لگنے لگے جیسے ہی اس کے قدم "ویلکم ٹو ماہ ملکہ کروز شپ" کے بنے کارپٹ پر آٹھہرے۔ساتھ کھڑے سٹاف نے گرم جوشی اور مودبانہ انداز میں خوش آمدید کیا۔

اندر ایک الگ ہی دنیا تھی۔اوپر نیچے آتیں شیشے کی لفٹز۔آس پاس بنی دکانیں۔

ریسٹورانٹس، کیفیز، سینما۔۔کیا کیا نہیں تھا یہاں۔

جوش سے المیرا کی ایک دبی دبی سی چیخ برامد ہوئی۔ سنیکرز والے پاؤں سے ایک قدم آگے رکھا۔ٹائلز کا چمکتا فرش۔

ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہ گھوم کر سب دیکھ رہی تھی۔یہ شروع کہاں سے ہوتی تھی اور ختم کہاں ہوتی تھی؟

!وہ دس دن میں کیا کیا دیکھے گی

الٹے قدم لیتی وہ جہاز کے ہر نقش کی گرویدہ ہو رہی تھی۔فل وقت وہ پانچویں ڈیک یعنی پانچویں منزل پر موجود تھی اس سے اوپر چار منزلیں مزید تھیں اور پھر دسویں منزل پر چھت۔

آنکھیں بند کرتی ایک لمبی سانس لی اور بل آخر اپنا سامان سنبھالا۔ بالکل سامنے اے ٹی ایم تھا اور اس سے آگے لابی۔

المیرا کے دانت آج اندر نہیں ہونے تھے۔ اے ٹی ایم پر جو نظر اٹھی پھر پلٹنا بھول گئی۔ قدم لڑکھڑائے تو پاؤں کی پشت پئیوں سے ٹکرائی۔

خوشی کی مسکراہٹ ڈھلتے تنفر میں بدل گئی۔ اُس کے ارد گرد کی روشنیاں اچانک یوں محسوس ہوئیں جیسے اُس کے جسم کو جلا رہی ہو۔ اس کی جلد کئی کانٹوں سے چبھ رہی تھی اور پھر اسے احساس ہوا کہ .... اس سنسنی کو غصہ کہا جاتا ہے۔

ہفتہ پہلے کا وہ احساس لوٹ آیا۔ کسی شناسا چہرے کو بھیڑ میں دیکھ کر قدموں کے ساتھ آوازیں رک جانے کا احساس۔

بالکل سامنے ایک جانا پہچانا چہرہ تھا۔ اپنے ایک پرانے اور سب سے بدترد شمن کا چہرہ۔

آسمانی رنگ کی ٹی شرٹ والا دراز قد آدمی پیسے نکالتے آگے بڑھ گیا اس نے المیرا کو نہیں دیکھا مگر المیرا نے تو دیکھ لیا تھا نا۔

یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔" فاطر اسلام کو دیکھتے اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ غصہ "اور نفرت کی شدت سے اس نے مٹھیاں بھینچ لی۔ المیرا عنایت محسن کی بدلہ لینے والی روح پچھلے چار سال سے یونہی تڑپ رہی تھی۔

کس کا ادھار کس کے زمہ۔

از خود ایک قدم پیچھے کو اٹھا۔

دھیان سے۔" پیچھے کھڑے آدمی نے اسے خود سے ٹکرانے سے روکا۔ لمبا قد "اور کسرتی جسامت۔ کوئی باڈی بلڈر لگ رہا تھا۔ المیرا نے ہلکی سی گردن اٹھائی وہ آدمی مسکرایا مگر المیرا نے نخوت سے چہرہ پھیر لیا۔

اس کا موڈ بری طرح خراب ہو چکا تھا۔ کوئی بات نہیں، پانچ منٹ بعد خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔

★

پانچ منٹ بعد وہی ہوا۔

یہ جہاز کی آٹھویں منزل تھی۔ طویل راہداری میں بچھے نیلے قالین اور ہر تین میٹر کے فاصلے پر چھت پر لگا بلب۔ اس منزل پر رہائشی کمرے تھے۔

قالین پر المیرا اپنا بھاری سوٹ کیس گھسیٹتی لا رہی تھی۔ جتنی مہارت سے وہ یہاں تک اسے لائی تھی اب یہ اتنا ہی اسے تنگ کر رہا تھا۔ بار بار اسکے پیئے قالین سے رگڑ کھاتے اور پنا رخ موڑ لیتے۔

طاقت آزما آزما کر اسکی بس ہو چکی تھی۔ بانس کی ٹوپی اب بیگ کے ساتھ لٹکی تھی۔ ہانپتے ہوئے اس نے بیگ کو وہیں پٹخا اور ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔ ابھی ان کی کشتی پورٹ پر ہی کھڑی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

" اللہ اپنی گرمی۔(اللہ اتنی گرمی !)" ہاتھ کا پنکھا جھولتے وہ پھونکے بھی مار رہی تھی۔

" مے آئی۔" المیرا کے ہاتھ بیچ فضا میں ہی رک گئے۔اسکا ذہن اس آواز کو پہچان چکا تھا ابھی تو پانچ منٹ پہلے سنی تھی۔

آہستہ سے مڑتے اس نے سر اٹھایا۔لمبے قد اور چوری جسامت والا یہ وہی باڈی بلڈر جیسے دکھنے والا مرد تھا۔ نظریں ملنے پر وہ مسکرایا۔دانتوں کی پوری نمائش کی گئی۔

"I can help you with your luggage."

المیرا خاموشی سے اسے دیکھی گئی۔یہ پہلی مرتبہ تھا کو اسکی زبان کو بریک لگا ہو۔

بھورے بالوں والے مرد streaked گہری گندمی رنگت اور درمیان سے نے آنکھیں چھوٹی کرتے المیرا کو دیکھا۔

اسکی بولتی واپس آئی۔خود پر قابو پاتے اس نے جگہ دی۔

"شیور۔" وہ آدمی مسکراتے ہوئے آگے آیا۔ ایک ہاتھ سے سامان کو یوں اٹھایا جیسے اس میں کچھ تھا ہی نہیں۔ المیرا حیران ضرور ہوئی مگر متاثر نہیں۔ وہ اپنی زات کے علاوہ اور کسی سے کہاں متاثر ہوتی ہے۔

راہداری میں اب وہ مرد اسکے ساتھ چل رہا تھا۔ المیرا بمشکل اسکے کہنیوں سے زرا اوپر تک آ رہی تھی۔

"بائے داوے آپکا نام؟" نزاکت سے گردن اٹھائی اور سامان سنبھالتے آئیفل ٹاور کو دیکھا۔

"بھَمن باشا۔" (مصر میں جس طرح ج کو گ سے پڑھا جاتا ہے یونہی پ کو ب کی آواز سے ادا کیا جاتا ہے۔)

"آپ مصر سے نہیں ہیں۔" آواز میٹھی تھی آنکھیں شاطر۔ وہ مرد کم از کم چھ فٹ کا تو ہو گا۔ المیرا کو گردن بالکل اوپر کر کے اسے دیکھنا پڑ رہا تھا۔

"بالکل میں یہاں سے نہیں، ایران سے ہوں۔" اشارہ میں المیرا سے راستہ پوچھا تو اس نے روم کی آگے کر دی۔اس آدمی کے بات کرنے کے انداز کا اگر خلاصہ کیا جائے تو ایک ہی لفظ ذہن میں آتا تھا، دلکش!

"میری فیملی کا ویسے تعلق ترکی سے ہے۔آباؤاجداد ترکی کی آرمی میں تھے مگر دوسری جنگ عظیم کے بعد......آپ جانتی ہی ہیں۔" جبری سی مسکراہٹ اسکے چہرہ پر چھائی اداسی کو غائب نہ کر سکی۔المیرا نے ہمدردی سے گردن ہلادی حالانکہ اس کی اگلی پچھلی کسی پشت کو بھی تاریخی جنگوں کا کوئی آتہ پتہ نہ تھا۔

"سن کر افسوس ہوا۔" ساتھ چلتا مرد دروازوں پر درج ہندسوں کو دیکھتا اور آگے چلتا جاتا۔

"بس! بس! یہی رکھ دیں۔" اپنا روم نمبر بڑے جوشیلے انداز میں بتایا۔

فارسی مرد نے اسکا سامان بالکل دروازے کے سامنے رکھا۔ ''بہت بہت شکریہ بھمن۔'' شائستگی سے مسکرائی۔ سامنے کھڑے مرد نے سینے پر ہاتھ رکھ کر تعظیم وصول کی اور آگے بڑھ گیا۔ المیرا ابھی کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہو گئ۔

اپنے پیچھے سے بھورے رنگ کا دروازہ بند کیا اور وہی کھڑے کمرے کا جائزہ لیا۔

اندر داخل ہونے پر ایک عجیب سی خوشبو نتھنوں کو چھوتی تھی۔ المیرا نے سامان ایک طرف رکھتے مزید غور کیا، پہلا خیال پر منٹ مار کر کا آیا اور پھر ایک جھماکا سا ہوا۔

کائی اور پیٹرول کی بدبو تھی یہ تو۔

(عموماً سمندر میں موجود معدنیات کی ایک عجیب سی بدبو ہوتی ہے جسے بحری جہاز میں موجود vents آپ تک آنے نہیں دیتے۔)

''لگتا ہے انہوں نے ابھی تک کمرے میں سپرے نہیں کیا!''

www.novelsclubb.com

خود کلامی کرتے وہ آگے بڑھ گئی۔

دو سفید سنگل بیڈز کا یہ کمرہ نہ بہت شاہانہ تھا نہ بالکل عام سا۔سفید دیواریں جن میں سے ایک کی دوسری طرف چھوٹی سی بالکانی تھی۔

بیڈ کے بالکل سامنے ایک ٹی وی نصب تھا۔اور ٹی وی کے دونوں طرف دو سنگل الماریاں۔

گھوم کر کمرے کو ایک نظر میں جانچا۔کھڑکی کے قریب والے بیڈ پر ایک خالی سوٹ کیس موجود تھا اور ساتھ سفری بیگ کھلا تھا۔لگتا ہے اسکی روم میٹ آچکی تھی ۔

www.novelsclubb.com

اپنا سامان دروازے کے سامنے ہی روکتے وہ دھپ سے بستر پر بیٹھ گئی۔

ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے اس نے گردن اٹھا کر چھت کی طرف دیکھا۔اے سی کے علاوہ وہاں پنکھا بھی موجود تھا۔

کھڑکی کے سامنے گرائے جالی دار سفید پردے دیکھتے وہ اٹھی اور ان کو وا کیا۔ دور تک پھیلا نیلا گہرا سمندر۔ اسکی گہرائی بند شیشوں سے دکھائی دیتی تھی۔

المیرا قدرت کی خوبصورتی میں محو کسی چھوٹے بچے کی طرح شیشے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔ آنکھیں ٹمٹما رہی تھی اور نقوش نرم گرم سی دھوپ کے سایہ میں تھے۔

تبھی کمرے میں باتھروم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی المیرا نے اپنی روم میٹ کو خوش آمدید کرنے کے لیئے رخ موڑا۔

سرخ ہونٹ مسکرا رہے تھے۔

اسلام۔" تولیہ سے ہاتھ صاف کرتی اسکی روم میٹ ٹھٹک کر رکی، المیرا کی " مسکراہٹ یک لخت غائب ہوئی اور اس سے بھی کئی گنا زیادہ بڑا حال سامنے کھڑی اسکی روم میٹ کا تھا۔

www.novelsclubb.com

ایک اور پرانا پیس! دل ہی دل میں آنکھیں گھمائیں۔

"تم!" آنکھوں کو رگڑتے گل جان نے سامنے کا منظر تبدیل کرنا چاہا مگر شاید قسمت نے ان دونوں کو اسی موڑ پر ساتھ ملانا تھا۔

ہیزل آنکھوں والی لڑکی نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے۔اپنی خفگی وہ مہارت سے چھپا گئی تھی۔

"المیرا کا ساتھ مبارک ہو،ڈئیر روم میٹ۔"

منہ کھولے کھڑی گل کے قریب آئی،گال تھپتپایا اور باتھروم میں غائب ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

★

ماہ ملکہ کا بحری جہاز ابھی بھی پورٹ پر کھڑا تھا۔لوگ اپنے اپنے کمروں کو جاتے کچھ خوش تھے یہ انکی زندگی کا نیا تجربہ ہونے والا تھا۔کچھ تھکے ہوئے یہاں کام کے سلسلے میں آئے تھے اور پھر کچھ کے لیئے یہ عام سی بات تھی۔

کمرہ نمبر 220 میں اس وقت حالات کافی گرم تھے۔اپنے سنگل بیڈ پر المیرا عنایت محسن کمر کے بل لیٹے ٹانگیں بستر سے نیچے لٹکائے ہوئے تھی۔ساتھ اسکا سامان بکھرا ہوا تھا اور خود وہ اپنے موبائل پر نجانے کیا دیکھ کر کھلا کھلا رہی تھی۔

دوسری روم میٹ کا حال کچھ یوں تھا کے اس نے آتے ساتھ پہلے اپنا سامان سیٹ کیا اور اب وہ اپنا سفری بیگ خالی کر رہی تھی۔

اس کا منہ لٹکا ہوا تھا۔ہاں مانا اسے روم میٹ سے اتنا خاص مسئلہ نہیں تھا مگر اگر روم میٹ المیرا جیسی چڑیل ہو تو کون بندہ زات خوش ہوگا۔

سیریز کی پہلی تین کتابیں (dark verse) بے دل سے گل نے ڈارک ورس نکالتے اپنے میز پر رکھیں۔بیگ میں ہاتھ مارا مارول کی مویز نکالیں۔کیا سوچا تھا اس نے کتابیں پڑھے گی، مویز دیکھے گی، موج کرے گی۔۔۔عیش کرے گی۔ساری پلاننگ دھری کی دھری رہ گئی۔(بی بی کو یہ فلحال یاد نہیں تھا وہ یہاں پکنک منانے نہیں اپنی بھگوڑی بہن کو تلاش کرنے آئیں تھی۔)

غم زدہ حالت میں اس نے وہ دوبارہ بیگ میں پٹخی اور ایک گہری گھوری سامنے لیٹی المیرا کی طرف ڈالی۔

وہ یقیناً ٹائپنگ کر رہی تھی اسی لیئے کی بورڈ کی کٹ کٹ کی آواز گل کے سر پر ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی۔ وہ اسے مخاطب نہیں کرنا چاہتی تھی ورنہ ضرور بولتی اسے بند کرو۔

المیرا کو گھورتے ہوئے ہی اس نے اپنے خالی بیگز بیڈ کے نیچے رکھے۔ سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز میں اسے اب گرمی لگ رہی تھی۔ نفرت اور ناگواری سے ایک بار پھر المیرا کے سر کی جانب دیکھا۔

اتنا مت گھورو گولڈن گرل آنکھوں میں موتیا اتر آئے گا۔" گل وہیں فریز ہو گئی۔ اس عورت کو کیسے پتہ میں اسے دیکھ رہی ہوں۔ المیرا کا سر گل کے چہرے کی طرف تھا۔ ہلکا سا سر اٹھا کر وہ اس ترک لڑکی کو دیکھتے مسکرائی گل کی تو جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

المیرا اسکی خفت سے محظوظ ہوتے ہنسی۔ ہر گزرت لمحہ گل کو وہ عورت مزید زہر لگ رہی تھی۔

الماری کی طرف بڑھی اور اپنے کپڑے نکالے اسکا ارادہ فریش ہونے کا تھا ورنہ اسکا دماغ پھٹ جائے گا۔ آج ہی وہ اپنی روم میٹ تبدیل کروانے کی شکایت کرے گی۔

باتھروم میں گھستے اس نے دروازہ زور سے بند کیا۔ المیرا نے بس ایک نظر اٹھا کر باتھروم کے بند دروازے کو دیکھا اور پھر گردن موڑتے اسکے سامان کو۔

فون پر وقت دیکھا۔ تین بج کر سترہ منٹ۔

فوراً سے فون بستر پر پھینکا اور بھاگتے ہوئے گل کے حصہ کی جانب آئی۔

کب سے اسکا تجسس کا کیڑا اسے کاٹ رہا تھا۔

سامنے کتابیں رکھی تھیں۔المیرا کا سانس اکھڑا۔دل تو کر رہا تھا انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دے۔کتابوں کو نظرانداز کیا اور گل کی نیل پالشز اٹھائیں۔لال اور نیلی۔

"میرے سامان کو ہاتھ مت لگاؤ!"اس ناگہانی حملے کے لیئے المیرا تیار تھی اسی لیئے گل کے پیچھے سے آ کر جھپٹنے پر وہ کمپوزر رہی۔گل کو اندر جاتے ہی احساس ہوا تھا وہ اپنا باڈی واش باہر ہی بھول آئی ہے۔وہ لینے کے لیئے جو باہر نکلی سامنے چوری کرتی اپنی روم میٹ کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔گل دی جیمز بانڈ!

"میں کب لگا رہی ہوں؟"ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے وہ وہیں گل کے بستر پر بیٹھ گئی۔نگاہیں اٹھا کر تولیہ اور باڈی واش ہاتھ میں مضبوطی سے جکڑے لڑکی کو دیکھا۔ اسکی ہٹ دھرمی گل کو مشتعل کر گئی۔"جھوٹ بول رہی ہو تم،میں نے تمہیں خود دیکھا ہے!"

"ثبوت؟"سبز دکھنے والی آنکھوں میں جتاتا ہوا تاثر تھا۔

کیا مطلب ثبوت میں نے خود دیکھا ہے تمہیں۔"اسکی آواز غصہ کی شدت سے بلند ہوئی۔پندرہ ہی منٹ میں اسکی روم میٹ اسکی دماغ کا فیوز اڑا چکی تھی۔ "

تمہاری چیزیں ہے تم تو مجھ پر کوئی بھی الزام لگا سکتی ہو۔"گل کو لگا وہ کسی انسان نہیں دیوار سے بات کر رہی تھی۔جہاں سر پٹخنے پر خون کا فوارہ اسکے ماتھے سے نکلے مگر دیوار کا رتی برابر بھی فرق نہ آئے۔خفت سے اسکی بھنویں آپس میں ملیں۔ "

"تم ہوش میں تو ہو؟ "

تمہیں لگتا ہے میں چوری کرنے آئی تھی؟"المیرا اٹھ کر اپنے بستر تک گئی اور دوبارہ اسی انداز میں لیٹ گئی۔ "

"ہاں!......شاید۔ "

کیا مطلب شاید۔ تمہیں تو اپنی بات پر اعتماد تک نہیں ہے؟" شرمندگی اسے "چھو کر بھی نہیں گزری تھی۔ "خود پر پہلے بھروسہ کرنا تو سیکھ لو پھر الزام لگانا۔" مفت کا مشورہ دیتی وہ اب اپنا سوشل میڈیا اپ ٹو ڈیٹ کرنے لگی۔

پہلو میں گرے تولیہ پر گل کی مضبوط گرفت اس وقت اسکے اندر چلتی جنگ کی بھرپور عکاسی کر رہی تھی۔

اگر اس میں سے انسانیت مر چکی ہوتی تو ابھی نیل پالش اٹھا کر سیدھا اس چیسائر کیٹ (کتنا اچھا نام رکھا تھا!) کے سر پر دے مارتی۔

پھٹے گا نہ سہی، خراش یا زخم تو آ ہی جائے گا۔ پاؤں پٹختی وہ غسل خانے میں چلی گئی۔ اسکے بچوں جیسے انداز پر المیرا دل سے مسکرائی، کافی بھائی تھی اسے یہ شدت پسند گل۔

"لو المیرا تمہارے دس دن یادگار گزریں گے۔" ہاتھوں کو فضا میں بلند کرتے روشنی کے راستے میں کیا۔ بائیں ہاتھ کی وہ انگلی چمک اٹھی۔

★★★★

باب منصف

کمرہ نمبر 220 سے باہر قدم رکھو، بائیں ہاتھ پر دو کمرے چھوڑ کر دوسرے طرف آؤ اور کمرہ نمبر 217 کے دروازے کے سامنے ٹھہر جاؤ۔

دروازہ بند تھا۔۔۔ مگر اندر چلتے ہیں۔

"یہ کیا، یہاں تو شیمپو بھی نہیں؟" ایک پریشان حالت میں بولتا فاطر اسلام باتھروم سے باہر نکلا۔

باہر موجود زمین پر اپنا پلنگ لگاتے دبیر السازار نے ایک بے تاثر نگاہ اس پر ڈالی۔

"مجھے کیا میں تو پہلے ہی گنجا ہوں؟" کمر پر ہاتھ جمائے فاطر منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ وہ اپنے حسین بالوں کو یوں ضائع نہیں ہونے دے سکتا۔ وہ دبیر السازار نہیں بنے گا۔

کچھ وقت پہلے

کمرہ نمبر 217 بھی بالکل اسی طرز پر بنا تھا جیسے کروز میں باقی کمرے۔ وہی بلند سلائڈنگ کھڑکی جو سفید پردوں سے ڈھکے تھے۔ لہلاتے پردے سامنے رکھے دو سفید صوفوں سے ٹکراتے تو باہر دور دور تک پھیلا سمندر نظر آتا۔ البتہ کمرے میں ایک ڈبل بیڈ تھا، بے شکن چادر سائڈ پر رکھا ایک نائٹ لمپ۔ سامنے لگی ایل ای ڈی سکرین۔

دروازے سے اندر داخل ہو تو چھوٹی سی راہداری کے ایک طرف باتھروم تھا اور دوسری طرف چھوٹی الماری۔ کمرے میں اس وقت ایک ہی انسان کھڑا تھا۔ پانچ فٹ تین انچ سے نکلتا قد، اجلی سفید رنگت کے ساتھ سیاہ ہڈ اور خستہ حال جینز۔

دبیر السازار اپنا بیگ کھولے سامان الماری میں رکھ رہا تھا جب دروازہ کھلا اور آنے والے نے بغیر دیکھے سامنے کون تھا دروازے پورا دیوار کے ساتھ لگا دیا۔

"اوہ سوری سوری!"سد شکر دبیر پہلے ہی اچھل کر ایک طرف ہو چکا تھا۔اندر داخل ہونے والا حواس باختہ ہوا۔نیلے رنگ کی شرٹ کے ساتھ اسکے ایک کان میں ائیر پوڈ تھا اور ماتھے پر ایک لٹ جھول رہی تھی۔

"دبیر تم؟"آنے والی کی آواز میں خوش گوار حیرت تھی۔اندر موجود شخص کے چہرے پر ہلکی سی جان پہچان کی رمق آئی۔

"فاطر اسلام؟"تصدیق مانگی تو سامنے والا کھل کر مسکرایا،البتہ حیرت وہیں رہی۔

"تم یہاں......"اسکے مسکراتے ہونٹ اس بات کے گواہ تھے کہ وہ یقیناً دبیر کو یہاں دیکھ کر پریشان کم اور خوش زیادہ ہوا ہے۔"کیسے ہو یار؟"ہاتھ آگے بڑھایا۔ لگا جھٹکا۔فاطر اسلام اور اتنا میٹھا لہجہ۔

البتہ سامنے والے کو کوئی جھٹکا نہ لگا،وہ اس گرم جوشی سے واقف تھا اسی لیئے خاموشی سے ہاتھ ملایا۔

آگے بڑھ کر الماری کے پٹ بند کیئے اور باتھروم کی طرف مڑ گیا۔ فاطر اپنا سفری بیگ اور سوٹ کیس گھسیٹتا کمرے کے بیچوں بیچ آ کر رکا۔

اپنا سامان سنگل بیڈ پر رکھتے مصروف انداز میں دبیر کو مخاطب کیا۔

"تم یہاں کیا کلیننگ سٹاف میں ہو؟" باتھروم سے ہاتھ دھو کر نکلتا دبیر اسکے پیچھے سے نکل گیا۔

"نہیں میں روم میٹ ہوں آپ کا۔" وہ کسی بھی تاثر کے بغیر بولا کرتا تھا ایسے جیسے اسے بات کرنے میں بھی دلچسپی ہی نہ ہو۔

"روم میٹ؟ مگر میں نے تو ایک کمرے کا فارم فل کیا تھا۔" کمر پر ہاتھ رکھے وہ ٹی وہ کے سامنے کھڑا ہوا۔ "ایسا نہیں ہے کے مجھے تمہارے یہاں ہونے سے مسئلہ ہے مگر مجھے اکیلے رہنا۔"

"میں صرف کچھ دن کے لیئے ہوں، سٹاف کے کمروں میں لیکج ایشو تھا تو اسی لیئے میں روم آپ کے ساتھ شئیر کر رہا ہوں۔" فاطر کی پٹری سے اتری بے ترتیب ٹرین کو بیچ میں غیر لکچدار لہجہ میں روکا۔ بات کچھ عجیب سی تھی اور ہمارے اینکر کو کچھ خاص پسند نہ آئی اسی لیئے تو دبیر کی آدھی بات سنتے ہی اسکی آنکھوں میں وہی ناگواری اور غصہ اتر آیا جو ابھی تک تم پڑھتے آرہے ہو۔

"کیا مطلب؟ اگر ان کے رومز میں ابھی تک ایشو تھا تو ٹرپ شروع کیوں کی؟" حکم دبیر کو یوں دے رہا تھا جیسے دبیر کا جہاز ہو۔ "میں یہ رپورٹ کرونگا سروس میں۔ کیسا سٹاف ہے یہاں کا، سست ترین! میں ہوتا تو passenger فائر کر دیتا۔" دبیر نے اسکے غصیلے لہجہ کا کوئی جواب نہ دیا، بس اپنا بستر لگانے لگا۔

"لگتا ہے انکے فائیو سٹار ریٹنگ میں سے مجھے پائنٹ فائیو مائنس کرنے ہوں گے۔" منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

!اپنے بیڈ کی طرف آتے اونچا لمپ جلایا۔ چلتا تھا وہ

www.novelsclubb.com

ریموٹ اٹھایا ٹی وی چلایا۔

الماریوں کے پٹ وا کیئے، ہاتھ مارا، دیواریں کھٹکھٹائیں تاکہ ان کی بنیادیں دیکھ سکے، مضبوط تھیں!

دبیر اپنا کام کرتا رہا۔ وہ ویسے بھی ''آگ لگے بستی میں، میں اپنی مستی میں'' پر چلنے والا بندہ تھا۔ جہاں فاطر واش روم کا دروازہ کھولتے اندر گیا اور بتیوں کی تعداد گنی وہیں دبیر اپنے بستر کی چادر درست کرنے میں جت گیا۔

''یہ کیا!'' بہت دیر بعد فاطر اسلام کی صدمہ میں ڈوبی آواز آئی۔

''یہاں تو شیمپو بھی نہیں؟'' ایک پریشان حالت میں بولتا فاطر اسلام باتھروم سے باہر نکلا۔

باہر موجود زمین پر اپنا پلنگ لگاتے دبیر السازار نے ایک بے تاثر نگاہ اس پر ڈالی۔

"مجھے کیا میں تو پہلے ہی گنجا ہوں؟" ایک بے معنی نگاہ ڈالتے وہ اٹھا اور اپنے خالی سوٹ کیس کو فاطر کے پلنگ کے نیچے کیا۔ کمر پر ہاتھ جمائے فاطر منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ وہ اپنے حسین بالوں کو یوں ضائع نہیں ہونے دے سکتا۔ وہ دبیر السازار نہیں بنے گا۔

"لگتا ہے ریویو میں سے ایک پوراسٹار کاٹنا پڑے گا۔" کشمکش میں ڈوبے لب چبائے اور خود کلامی کی۔

★

کمرہ نمبر 217 کا دروازہ نہایت آہستگی سے کھلا اور پھر اتنے ہی ہولے سے کسی نے اپنے پیچھے سے بند کیا۔ گہرے آسمانی رنگ کے قالین پر سیاہ بوٹوں سے چلتے دبیر السازار کے قدم خاموش اور ہوشیار تھے۔

www.novelsclubb.com

سفید بٹن شرٹ کے نیچے سیاہ ڈریس پینٹ پہنے وہ واقعی میں اپنے قد کی وجہ سے کوئی چھوٹا بچہ لگ رہا تھا۔ جس کا امی نے بالکل گردن تک بٹن بند کر کے سیاہ بو باندھی اور پھر بغیر بالوں والے سر میں تیل بھی لگا دیا ہو۔

راہداری کی روشنی اسکے اس کے سر پر چمک رہی تھی۔

اپنی بو کو درست کرتے وہ آگے بڑھا۔ یہ حلیہ اسے غیر آرام دہ کر رہا تھا۔

کمرہ 220 کا دروازہ پار کرتے وہ آگے نکل گیا۔ ہاتھ مار کر کالر درست کیا۔

"اب میں تمہاری طرح فاقے نہیں کاٹ سکتی، بھوک لگتی ہے مجھے۔" اسی وقت کمرہ 220 کا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی بات کرتے باہر نکلی۔ دبیر کی ان کی طرف پیٹھ تھی مگر وہ آواز پہچانتے بے اختیار رک گیا۔ رکنا اسکی خواہش نہیں تھی ......یہ حیرت تھی جس نے اسے روک دیا تھا۔

"میں نے ڈسکرپشن میں پڑھا تھا 20 ممالک کے مختلف کھانے ہیں یہاں۔"

فربہہ لڑکی کی رال ٹپکنے لگی۔ ساتھ موجود دوسری لڑکی نے غیر دلچسپی سے آنکھیں گھمائیں۔

دبیر کے تو جیسے قدموں میں زنجیریں ڈل گئی ہوں۔ کیا یہ اتفاق تھا یا قدرت کی آزمائش۔

"مجھے تو فرنچ کھانا ٹرائے کرنا ہے سنا ہے...." وہ لڑکی یک دم ہی رکی۔ دبیر اسکی سوالیہ نظروں کی تپش اپنی پیٹھ پر محسوس کر سکتا تھا۔

"پریسو ہو تم۔" المیرا کی آواز میں خوشگوار حیرت تھی۔ گھوم کے اسکے سامنے آئی۔

"تم یہاں بھی۔" اس سے دو انچ لمبا مرد گلا کھنکھارتے سیدھا ہوا اور اپنے کالر درست کیئے۔ پسینہ کی ایک پتلی لکیر گردن سے نیچے بہتی ہوئی آئی۔

سینے پر بازو باندھے وہ استہزائی محظوظ ہوتی نظروں سے اپنے "بسٹ فرینڈ" کو دیکھ رہی تھی۔ لباس وہی تھا بس جیکٹ اتر چکی تھی اور اب گردن میں سترنگی مفلر کا اضافہ ہو چکا تھا۔

"اپنی گرل فرینڈ سے ملنے آئے ہو؟" رازدارانہ انداز اپنایا اور گل کی موجودگی کی وجہ سے اردو میں کہا۔

دبیر نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ ڈھٹائی سے مسکرائی۔

"گولڈن گرل تمہارا بوائے فرینڈ آیا ہے!" ہاتھوں کا پیالہ ہونٹوں پر بنائے وہ یوں چیخی جیسے گل دو قدم نہیں دو ملک دور کھڑی ہے۔

گولڈن گرل کے جو تاثرات المیرا کی بے باکی اور شوخی دیکھ کر بدلے تھے وہ تو اسکی لال ہوتی رنگت چیخ چیخ کر بتا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”ادھر کیوں کھڑی ہو(المیرا نے بازو سے پکڑا)ادھر آؤ۔“عین اپنے اور دبیر کے درمیان کھڑا کیا۔وہ تھوڑا سا سٹپٹایا، یہ حملہ غیر متوقع تھا۔ایک چور نگاہ گل پر ڈالی اور اس سے پہلے کوئی دیکھتا چہرہ پھیر لیا۔

گل نے خود کو المیرا کی گرفت سے آزاد کروایا اور وہاں سے ہٹ گئی۔مڑ کر المیرا کو گھورا۔

”یہ تمہارا بوائے فرینڈ یہاں کیا کر رہا ہے؟“گل کا چہرہ بے اختیار لال ہوا۔دبیر نے اس کی گلابی گالیں دیکھیں، یہ وہی لڑکی تھی پُل والی۔۔۔وہی جس کی آنکھیں چاند جیسی تھیں۔دبیر کی لاتعلق نگاہیں سیدھا اسکی آنکھوں پر ٹھہریں۔

نیلی آنکھیں چمک رہی تھی۔

اندر کو دھنسی بھوری آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے تھے۔

www.novelsclubb.com

"وہ میرا ابوائے فرینڈ نہیں !" چبا چبا کر کہا۔ سرخ رنگ کے کھلے سے جِم سوٹ پہن رکھا تھا۔(cardigan) کے اوپر گل نے سفید گارگڈن

"پھر یہ تمہیں ایسے کیوں دیکھ رہا ہے۔" گل کو دیکھتے ہاتھ سے دبیر کی طرف اشارہ کیا۔

"ایسے کیسے۔" گل نے فوراً اُس مرد کو دیکھا تو اسکی زبان خود بخود رک گئی۔ دبیر منہ کھولے ہونقوں بلکہ ندیدوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔

خوف اور نفرت سے گل ہلکا سا لڑکھڑائی۔

استغفرُللہ !" سینے پر ہاتھ رکھا۔"

"he likes you." المیرا نے کندھے سے کندھا ٹکراتے آنکھیں مٹکائیں۔

www.novelsclubb.com

عجیب صورتحال تھی۔اس کا دل چاہ رہا تھا وہ دبیر کی جانچتی نگاہوں سے دور بھاگ جائے۔

بھئی تھوڑا سانس لے لے وہ یہیں ہے۔''گل کو تنگ کرنے کی نیت سے اس نے شرارت سے دبیر سے کہا۔ "

بوٹائے والے مرد نے المیرا کو یوں نظرانداز کیا جیسے طالبِ علم امتحان میں آئے ایکسٹرا سوال کو نظرانداز کرتے ہیں۔

یک ٹک وہ کارڈیگن والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔چہرہ پڑھنا نہایت مشکل تھا۔

کوشش کیا کرو میرے سامنے مت آؤ ورنہ میں اپنے حسد میں کسی دن تمہاری آنکھیں نکال لونگا۔''آنکھوں میں آنکھیں ڈالے۔پتھریلے انداز میں کہتے آگے بڑھ گیا۔گل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوری۔تنے ہوئے عصاب ڈھیلے ہوئے۔ "

فضا میں یک دم خوف پھیل گیا۔

"یہ اسکا کیا مطلب ؟" کوریڈور سے نکلتے دبیر کی طرف اشارہ کیا۔

گل جیسے پتھر کی کوئی مورتی ہو۔المیرا نے اوپر سے نیچے تک اس کی حالت کا مکمل جائزہ لیا۔وہ ترک لڑکی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ایسا بھی کون ساصور پھونک دیا تھا۔

"اظہار محبت تھا۔" اسکی سرگوشی پر خائف ہوتے گل aggressive بڑا نے اسے پیچھے دھکیلا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتی منظر سے ہٹ گئی۔

المیرا کا جاندار قہقہہ کاریڈور کی درودیوار سے ٹکرایا۔

"کیا شرمارہی ہو، گولڈن گرل؟" اسکے قدموں کا مقابلے کرتے وہ اپنی ہنسی کے درمیان اسکو چڑارہی تھی۔

★★★★

باب محافظ

شفاف نیلا سمندر۔۔۔اس نے آج تک اسے قریب سے نہیں دیکھا تھا اور آج وہ اسی سمندر کا سفر کر رہی تھی۔اسی لیئے کبھی معلوم ہی نہ ہو سکا اسے sea sickness نامی بلا بھی ہے۔

ان کا جہاز سورج ڈوبنے کے بعد پرواز کرے گا۔اس وقت چھٹی منزل پر موجود وسیع لکڑی کے ٹیرس پر جہاز کی ٹیم انہیں ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے طریقے سمجھا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

دھندلے منظر کے پار وہ بس اتنا دیکھ سکتی تھی کہ کچھ آدمی ہیں اور بہت سے لوگ۔
تے آ رہی تھی، مگر یہ ساتھ کھڑی بلا یہ زیادہ بڑی تے تھی۔

لکڑی کے بنے اس ٹیرس کی ریلنگ سورج کی حدت سے چمک رہی تھی۔ پورے
ٹیرس کو سفید شیڈ سے ڈھانپے گویا دھوپ سے حفاظت دی گئی ہو۔

گل جان اور المیرا ابھی اسی بھیڑ کا حصہ بنے پیچھے کھڑی تھیں۔

"مانو ناما نو یہ کپل بھاگ کر آیا ہے یہاں۔ شکلیں تو دیکھو زرا انکی کیسے گھبرائے
ہوئے ہیں۔"

"اس بڈھے کو کیا عیاشی سوجھی تھی یہاں آگیا۔ دیکھو تو سہی کیسے بتیسی نکال کر
عورتوں کو دیکھ رہا ہے استغفر اللہ!"

"یہ سارا خاندان ہی لے آئیں ہیں کیا!"

المیرا کی ہر آتے جاتے پر تبصرہ نگاری عروج پر تھی۔

اس کے کہنے پر گل دیکھ تو لیتی مگر پھر مایوسی سے منہ پھیرنا پڑتا کیونکہ نہ تو وہ کپل اتنا کھلکھلا رہا تھا، نہ اس بڈھے کے چہرے پر کوئی مسکان تھی اور نہ ہی وہ کوئی کثیر فیملی ساتھ لائے تھے۔

ہر جملہ کسنے کے بعد وہ خود ہی کانوں کو ہاتھ لگاتی اور توبہ توبہ کرنے لگتی۔اس وقت گل کو ساتھ کھڑی لڑکی اپنے گاؤں کی ایک تاریخی ہستی کی یاد دلا رہی تھی۔ بمشکل گل کے کانوں تک آتا قد اور پکڑ میں نہ آنے والی زبان۔

ایک اس کو آتے چکروں نے عذاب میں ڈالا تھا دوسری اس چکر دینے والی نے۔

"ویسے یہ جو ہمارے پیچھے دو لڑکیاں کھڑی ہیں یہ سپین سے آئیں ہیں۔ لگتا ہے اکیلی ہیں۔" المیرا نے زور سے اسکا کندھا ہلاتے کہا۔

گل جان جو انہماک سے سامنے کھڑے لائف جیکٹ کو پہننے کا طریقہ سمجھاتے سپر وائزر کو سننے کوشش کر رہی تھی المیرا کے بازو ہلانے پر چڑ گئی۔

صبر کے گھونٹ پی پی کر پوری بوتل ختم ہو گئی تھی۔

"کتنی گرمی ہے یار!" ہاتھوں سے ہوا دی۔ مجال ہو جو زبان کو ایک منٹ بھی آرام دیا ہو۔

ناپسندیدگی سے آنکھیں گھماتی گل کی نظر یک لخت ٹھہر گئی۔ کافی فاصلے پر موجود لمبے قد اور ڈائے شدہ بالوں والے ایک مرد نے انکی طرف مڑ کر دیکھا۔ سر دائیں بائیں ہلاتے حواسوں پر قابو پایا خوبصورت چہرے پر پہلے حیرانی آئی اور پھر دبہ دبہ غصہ۔ یہ خبیث اسے کیسے بانچیں نکال کر دیکھ رہا تھا۔ گل نے یہ محسوس کیا المیرا کی زبان کو یک دم ہی بریک لگ گئی ہے۔

گردن پھیر کر ساتھ کھڑی باتوں کی فیکٹری کو دیکھا جو مسکرا کر اس آدمی کو دیکھ رہی تھی۔ گل نے دور کھڑے اس سیاح کو دیکھا پھر المیرا کو پھر سیاح کو پھر المیرا۔ اس کی آنکھیں مکمل واہوئیں۔

یہ اس کو دیکھ رہا تھا؟ گالوں کی لالی شرمندگی سے مزید گہری ہوئی۔

"اتنی گردن مت گھماؤ گر جائے گی۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے نزاکت سے کہا۔

"یہ کون ہے؟" آہستہ سے اشارہ کیا اور کھنکیوں سے دیکھا وہ مرداب سامنے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں پسند آیا۔" اپنے مخصوص شوخ لہجے میں کہا تو سفید گارڈیگن والی لڑکی جھینپ گئی۔

"لاحول ولا۔۔۔" بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"آہ گل جان! تم بہت بھولی ہو۔" بالوں کو چہرے سے پیچھے کرتے لہرایا جو ساتھ کھڑے عورت کے ماتھے سے جا ٹکرائے۔

میں بھولی نہیں تم ضرورت سے زیادہ شوخی ہو۔" دل ہی دل میں کہا کیونکہ " اسے لگا اگر اب وہ زبان کھولے گی تو اسکی ابتر حالت اسکے قابو سے باہر ہوتے زمین کی نظر ہو جائے گی۔

اسی وقت کسی نے المیرا کا کندھا ہلکا سا دبایا۔ ہیزل آنکھوں والی لڑکی نے سر اٹھا کر پیچھے دیکھا۔ کوئی جاپانی، چینی، کورین (خدا جانے) نقوش کا لڑکا اسے بدمزگی سے دیکھ رہا تھا۔ سیاہ بالوں کی کھڑکی نے ماتھے اور آنکھوں کو اپنے نیچے غائب کیا ہوا تھا۔

اپنے بالوں کو قابو میں رکھیں مس۔" ہلکی سی مسکراہٹ سے کہتے اس نے ہاتھ " میں پکڑے کیمرہ پر توجہ دی۔ المیرا سلگ تو گئی مگر بظاہر وہ ہنسنے لگی۔ یہی اس کا انداز تھا ہر طعنہ، لڑائی یا ناپسندیدہ بات پر یوں ہنسنا جیسے سامنے والا کوئی بیوقوف ہو اور اسکی بات کی سرے سے وقعت ہی نہیں۔

اس میں ہنسنے والی کیا بات تھی؟" اس بار وار اسی لڑکی کی طرف سے آیا جس " کے چہرہ کو المیرا کے بالوں نے اپنا شرف بخشا تھا۔

"اس میں نہ ہنسنے والی بھی کوئی بات نہ تھی۔" کندھے اچکاتے بے فکری سے کہا۔ پیچھے کھڑا ایکمرہ والا لڑکا اور اسکے ساتھ موجود گوری (پکی امریکن ہے، المیرا نے سوچا) لڑکی نے صدمے اور غصہ سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"جانتی بھی ہو ہم کون ہیں؟" گل جان کھنکیوں سے ساری کاروائی دیکھ رہی تھی، چہرہ پھیرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ آس پاس کی دھیمی ہو رہی تھیں۔ جمائی روکتی المیرا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تو یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے اسے کسی نے پکارا ہی نہ ہو۔

"She's such a brat!"

www.novelsclubb.com

المیرا نے پھر بھی نہ ان کی طرف دیکھا۔ (لگتا ہے اس کے امریکہ میں مجھ جیسی ڈھیٹ مخلوق نہیں ہوتی) دل ہی دل میں سوچتے مسکرائی۔

اب تو بات ان مرد عورت کی عزت پر آگئی تھی۔ ایشیائی لڑکے نے جیب سے فلپ فون نکالا تو المیرا متاثر ہوئی۔ یہ تو امیر ہے بڑے۔

"یہ دیکھو!" فون کی سکرین سامنے کی۔ کوئی یوٹیوب چینل کھلا ہوا تھا۔ المیرا نے آنکھیں چھوٹیں کرتے غور کیا۔ چینل کا نام کیا تھا وہ نہیں دیکھا مگر اسکے فالورز ایک لاکھ سے اوپر تھے۔ المیرا نے فون پکڑنا چاہا تبھی لڑکے نے پیچھے کر دیا۔

"پہچانا اب۔" لڑکی کے لہجے میں فخر تھا۔ گھنگرالے سنہری بال لہرائے اور لڑکے کے بازو میں بازو ڈالا۔

المیرا ابھی بھی بہت گہری نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ دونوں سیاحوں کو یقین تھا یہ ابھی ان سے سیلفی کا کہے گی کم از کم ایک تعریفی جملہ تو بول ہی دے گی مگر شاید نہیں یقیناً اس گوری کے امریکہ میں المیرا جیسی مخلوق نہیں پائی جاتی تھی۔

کمر سیدھی کرتے وہ پیچھے ہوئی۔ "کتنا کما لیتے ہو تم لوگ اس سے؟" وہ جو دونوں سامنے غرور سے گردن تانے ہوئے تھے المیرا کے سوال پر کئی ارمان ٹوٹ کر بکھر گئے۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر المیرا کو۔ پیچھے کھڑی گل کی ٹانگیں اب جواب دینے لگیں تھیں۔

"بتاؤنا کتنی کمائی ہوتی ہے یہاں سے؟" اچانک ہی بھگدڑ سی مچ گئی۔ زمین پر بھاری شے گرنے کی آواز پر سب نے رخ موڑ کر دیکھا۔ المیرا کے بالکل قدموں میں گل کی لاش گری تھی۔

چہرے پر پھیلنے والی بے یقینی فطری تھی۔ مگر کراھتے ہوئے قدم پیچھے کر لینا یہ اسکی اپنی خواہش تھی۔

جہاز کا انتظامیہ اب گل کا اٹھانے کی کوشش میں تھا۔ ان کے لیئے یہ منظر نیا نہیں تھا۔ اکثر لوگ یونہی بیہوش ہو جاتے تھے۔

"مر گئی ہے یا زندہ ہے؟" گل کے سر پر جھکے آدمی سے المیرا نے پوچھا۔ مرد کے بے شکن ماتھے پر ہلکی سی حیرانگی نمودار ہوئی۔ یہ سوال ان کے لیئے البتہ نیا ضرور تھا۔

یہ آپ کی دوست ہے؟'' عربی میں سوال۔ ''فرق کیا پڑتا ہے اگر یہ زندہ ہی نہیں رہی تو۔''

اب حیرانگی کی جگہ اس بندے نے بیزاری سے اسے دیکھا۔ یہ کیسی انسان ہے؟

''زندہ ہیں وہ۔'' ایک طرف سے آتے دو لڑکوں نے گل کو سٹریچر پر رکھا اور نرس روم میں لے گئے۔ آس پاس موجود بھیڑ اب ہٹنے لگی۔

المیرا نے اپنی بیہوش روم میٹ کو دور جاتے دیکھا اور دوبارہ اس کپل کی طرف مڑ گئی۔

''خیر، کتنا کماتے ہیں بتایا نہیں؟'' دونوں سیاحوں کو چالیس والٹ کا کرنٹ لگا۔

''آپ کی دوست بیہوش ہوئی ہے۔۔۔آپ کو ساتھ جانا چاہیئے۔''

''لو بھلا! میں کوئی نرس ہوں یا اوکسیجن کا پمپ جو ساتھ جاؤں۔'' ہنستے ہوئے اس نے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

ان کی ٹریننگ ختم ہو گئی تھی۔ لوگ اب وہاں سے جانے لگے۔ اگر کبھی جہاز میں کوئی ہنگامی صورتحال ہو جائے تو لائف جیکٹ کیسے لگاتے ہیں، ایسکیپ کے کیا طریقے ہیں، آگ کیسے بجھاتے ہیں۔ یہ کچھ چیزیں آج یہاں سیکھنی تھیں۔

خوش قسمتی کے ساتھ المیرا نے کچھ بھی نہیں سنا۔ اب اگر وہ ڈوبتی تھی تو ڈوبے۔

یوٹیوب کپل نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ سامنے کھڑی عورت انہیں جواب طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ایکسکیوز اَس!" کہتے وہ دونوں ایک کونے سے نکلتے آگے بڑھ گئے۔ المیرا نے "ان کو دور تک جاتے دیکھا۔ پھر لاپرواہی سے کندھے اچکاتے مڑ گئی۔

اسکی روم میٹ کو اسکی ضرورت پڑ سکتی تھی۔

★

لکڑی کے چمکدار فرش پر ارد گرد دکانیں ہی دکانیں تھیں۔ کیفیز، ریسٹورانٹس، بارز وغیرہ۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یہ ساتویں منزل پر موجود فوڈ کورٹ تھا۔

سفید کارڈیگن اور پھول دار فراک پہنے دونوں نفوس ساتھ ساتھ چلتی آ رہی تھیں۔

بے فکر رہو اس ترک لڑکی کے ایک ہاتھ میں ڈرپ تھی اور نقاہت چہرے سے جھلک رہی تھی مگر اس کے اندر کی خود مختار عورت کو مریضہ بن کر بیٹھنا منظور نہ تھا۔

اسکی روم میٹ نرس کے آفس میں دندناتے ہوئے آئی اور گل کی حالت کی پرواہ کیئے بغیر اسے نکال لائی۔ کچھ گل کو بہانہ بھی مل گیا انجیکشن سے اپنی جان چھڑوانے کا۔

www.novelsclubb.com

المیرا بڑھا چڑھا کر اپنا کوئی تاریخی قصہ سنا رہی تھی اور گل کوفت سے اپنی ڈرپ والا ہاتھ دیکھ رہی تھی۔ کہانا بہادر دکھنے کا خاصا شوق تھا۔

اسکی قسمت کس دیوار کے ساتھ جا کر ٹکرائی تھی جو اسے یہ مصیبت دس دن کے لیئے گلے پڑ گئی۔

اس نے سوچ لیا تھا وہ آج ہی جا کر روم میٹ چینچ کرنے کا مطالبہ کرے گی۔(یہ فیصلہ کچھ گھنٹے پہلے بھی لیا گیا تھا، دراصل عمل کرنے میں تھوری سستی پیش آتی ہے۔)

اور اسکے بعد زبور کا چہرہ دیکھنے لائق تھا۔میں نے اسے کہا بھائی زبور یہ تو " تمہاری اسائمنٹ نہیں تو وہ کہتا ہے کیا مطلب میری نہیں ہے؟ میرا نام لکھا ہے؟ "اسے کیسا پتہ اسکی اسائمنٹ تو اسکی محبوبہ کی دوست لے اڑی تھی۔

اپنی بات پر خود ہی ہنس کر المیرا نے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

ماہِ ملکہ کروز شپ کا جہاز اپنے اٹھارویں سفر پر پرواز کر چکا تھا۔

ڈرپ کے باوجود بھی اسے تھکن محسوس ہو رہی تھی۔وجہ؟ بھوک۔

"نازیہ کو جب پتہ چلا زبور اسکو پسند کرتا ہے اور اتنے عرصے سے اسکے چکر میں ہے یقین مانو وہ تو پانچ منٹ اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں۔" گل کے کان پک گئے تھے اب اسے کیسے سمجھاتی کے مجھے تمہارے زبور کی نامکمل داستان اور تمہارے پیچھے لگے لڑکوں کے قصہ سننے میں زرا برابر بھی دلچسپی نہیں۔

"مجھ سے کہتی ہے المیرا اب میں کیا کروں؟ لو اس میں کرنا کیا ہے۔ جب تک اس کے پیچھے آرہا ہے استعمال کر لے۔ سمپل!" گل کا کندھا دباتے المیرا نے رازدارنہ انداز میں کہا جیسے وہ زبور نازیہ پریم کہانی کے بجائے اسے ورلڈ بینک کے رازوں میں حصہ دار کر رہی ہو۔

ڈائنگ کے دروازے کے قریب آتے ہی اشتہا انگیز خوشبوؤں نے انہیں اپنے حصار میں لیا۔

ایک طرف کو بالکنی بنی تھی جسے شیشے کی دیوار لگا کر میس سے الگ کیا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

کم از کم بیس ملکوں سے زائد کھانے کے سمیت ایک جانب ڈیزرٹ کارنر تھا اور کافی فاصلے پر ایک کوکٹیل بار۔

شیشے کے دروازے کھلے تھے اور فرش پر نیلا قالین بچھا تھا۔

المیرا ابھی بھی پٹر پٹر لگی تھی جبکہ گل کے چہرے پر صاف بیزاری نمایاں تھی۔

"خوش آمدید میم، ماہ ملکہ کروز شپ کا حصہ بننے کا شکریہ۔" وہ لوگ جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچے ایک چینی نقوش والی لڑکی نے مؤدب انداز میں سلام کیا اور ایک booklet دونوں کے ہاتھوں میں تھمادی۔

گل ابھی تک روم میٹ والے صدمے سے باہر نہیں آئی تھی اسی لیئے دل کیا یہ بوکلیٹ اٹھا کر اسی لڑکی کے سر میں دے مارے۔

"بہت شکریہ!" کھلے دل سے مسکراتے وہ دوبارہ گل کی طرف متوجہ ہوئی۔

اب ہونا کیا تھا۔۔۔نازیہ کا تو رشتہ طے تھا زبور بیچارہ۔۔۔اس کا ہارٹ بریک ہو گیا۔" گل جان کی نظریں کہیں اور ہی ٹکی تھیں۔

اور نظریں ہی نہیں تمام ہوش و حواس بھی وہیں ٹکے تھے۔

"اب بتاؤ کیا کھائے، ارے اسے بوکلیٹ میں تو منیو بھی لکھا ہے۔"

پتھر کے بت میں جنبش ہوئی اور المیرا کا ہاتھ پکڑتے وہ آناً فاناً بھاگی۔

بہن آہستہ!" بوکلیٹ کو پڑھنے کی ناکام کوشش کی جبکہ گل جان اسے پورے حال میں دوڑا رہی تھی۔

شاہی سواری کو کوکٹیل کارنر کے سامنے جا کر بریک لگی۔

المیرا نے ایک سوالیہ نظر اس پر ڈالی اور پھر سامنے موجود مشروب پر۔ نیلے پیلے پانی کو دیکھ کر اس نے ناک چڑھائی۔

"تم ڈرنک کرتی ہو؟" لہجہ میں حیرانی سے زیادہ شوخی نمایا تھی۔ گل نے فوراً شیلف کے سامنے کرسی سنبھالی۔

"ہم یہاں جوس پینے آئے ہیں۔" اعلانیہ انداز میں کہا۔

استہزایہ نظروں سے اسے دیکھتی المیرا ابھی اچھل کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ فراک اطراف میں بکھرا تھا۔ تیز نگاہوں سے اسے جانچا اور اسکی نظروں کا تعاقب کیا۔ ریک میں بے شمار حرام مشروب لگے تھے اور انکے سامنے ایک بارٹینڈر کھڑا انہیں پیش کر رہا تھا۔

المیرا نے آنکھیں مٹکائیں۔

"مجھے تو کچھ اور ہی معاملہ لگ رہا ہے۔" اسکے ذو معنی انداز پر بھی گل اپنے خیالات سے نہ جاگی۔ نظریں جو کہیں لگا دی تھیں۔ شیلف پر کپ رکھا تھا اور دونوں طرف سے اس میں مشروب ڈالا جا رہا تھا۔ ڈالنے والے کی ہاتھوں کی نسیں

نمایاں تھیں۔ مہارت سے کوکٹیل بناتے اس نے گاہک کو دی اور ان دو لڑکیوں کی طرف مڑا۔

گل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں۔ ایسا لگا وہ ابھی پگھل جائے گی۔ چہرے کو سفید سرجکل ماسک میں چھپائے اس بارٹینڈر کی سیاہ آنکھوں میں وہی سیاہی، گہرائی اور بے نیازی تھی جو گل جان اپنی کتابوں میں پڑھا کرتی ہے۔

غیر معیاری کتابوں میں۔

جے۔ ''جیکٹ پر لگے نیم پلیٹ پر المیرا کی نظر پڑی۔ گل جان کی کوشش کے ''
باوجود بھی پڑنی نہیں تھی۔

کچھ دیر بعد

پانی پر تیرتا بھری جہاز آج اپنے پہلے دن کی شروعات کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

ساتویں منزل پر موجود ڈائننگ ہال کے ایک کونے میں موجود بار پر رش نہ ہونے کے برابر تھا۔

دو لڑکیوں کے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا۔اپنی کرسی پر ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے المیرا اور پہلو میں شیلف پر کہنیاں ٹکائے آگے ہوئی گل۔

ان دونوں کو وہاں بیٹھے پندرہ منٹ ہو چکے تھے۔المیرا تین جامن کے جوس کے گلاس اپنے اندر انڈیل چکی تھی جبکہ گل کا ابھی تک وہ سیب کا جوس اَن چھوا تھا۔

ختم تو تب ہوتا جب وہ پی رہی ہو وہ تو گھور رہی تھی ،جوس کو نہیں جوس بنانے والے کو۔

کسرتی جسامت اور بغیر بازو والی سیاہ جیکیٹ پہنے وہ بار ٹینڈر تھائی لینڈ سے آیا تھا۔ جیکیٹ سے نکلتے بازوؤں پر جھنڈا جو باندھ رکھا تھا۔گل بغیر رکے ،بغیر تھکے اسے بے شرموں کی طرح دیکھ رہی تھی۔(کوئی اسے بھی آج یونہی دیکھ رہا تھا۔کوریڈور میں ،بغیر رکے ،بغیر سانس لیئے۔)

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ مرد شاید ستائشی نظروں کا عادی تھا اسی لیئے ابھی تک گل کو گھاس نہیں ڈالی یا پھر وہ اس کو کوئی پاگل خانہ سے بھاگا پاگل سمجھ کر دانستا نظر انداز کر رہا تھا۔

المیرا غیر متاثرانہ انداز میں اپنی روم میٹ کو دیکھ رہی تھی۔

" him! سئیریسلی؟ "

کیا مطلب !" سٹرا ہونٹوں میں دبائے آنکھ سے اشارہ کیا۔کہیں اسکی نظروں کا روزہ نہ مکرہ ہو جائے۔اسی لیئے فوراً جے کو دیکھنے لگی۔

تم یہاں اسکو دیکھنے کے لیئے بیٹھی ہو یا جوس کے لیئے.." جتنا اونچا اور بے نیاز ہو کر وہ بولا کرتی تھی حیرانی ہے اس مرد نے پھر بھی مڑ کر نہیں دیکھا۔

" ! شش آہستہ بولو "

مطلب تم مان رہی ہو تم اسے دیکھنے کے لیئے یہاں بیٹھی ہو۔" گل ہلکا سا سٹپٹائی مگر اپنے نئے نویلے بنے کرش کو دیکھنا نہ چھوڑا۔المیرا کو اسکی یہ ثابت قدمی

زہر لگ رہی تھی۔اسے ویسے بھی مردوں کے پیچھے جانے والی عورتوں سے سخت خار تھی۔

"اگر اتنا ہی پسند آرہا ہے تو پھنسالو۔" گلاس میں موجود مشروب اوپر نیچے ہلاتے مشورہ دیا۔ہونٹوں میں یونہی سٹراد بائے اس نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے۔المیرا نے اسکی سادگی پر ایک ادا سے آنکھیں گھماتے طنزاً سانس خارج کی۔

"گل تم ایک عورت ہو مردزات کی کمزوری۔قابو کرنا سیکھو انہیں۔" اب اسکے چہرے کے ساتھ ساتھ کان بھی لال ہوئے شرم سے نہیں، غصہ سے۔

"معذرت میں اتنی گھٹیا نہیں ہوں۔" سر سے اتارنے والے انداز میں کہا اور سٹرا دوبارہ لبوں سے لگالیا۔ہاں بی بی تم تو تاڑنے کو حج کرنے کا ثواب سمجھتی ہو۔ المیرا نے دل ہی دل میں کہا۔

"صاف صاف بولو تمہیں کوئی مرد اپناتا نہیں۔" گلاس لبوں سے لگایا اور گہری نظروں سے گل کو دیکھا۔ اسکی سادہ روم میٹ کی دل کی دھڑکن روکنا انتہائی بچوں کا کھیل تھا۔

"اب ایسی بھی بات نہیں۔۔۔ (گردن پر آیا نادیدہ پسینہ صاف کیا) میں خود ہی کسی کو گھاس نہیں ڈالتی۔" اسکا یوں نظریں چرانا المیرا کو لطف دے رہا تھا۔ وائن گلاس کی گردن کو نزاکت سے سنبھالتے ایک بازو سینے پر باندھ رکھا تھا۔ آس پاس سیاحوں کی گہما گہمی تھی۔

"مردوں کی عقل نہیں ہوتی سمجھی۔" بی بی المیرا نے زبان دوبارہ کھولی۔ "جیسے اب اسے دیکھ لو کتنا مغرور بن رہا ہے۔ یہ یونہی مغرور بنتے ہیں آخر میں کوئی تم جیسی اوپر سے معصوم اور خود کو کسی فلم کا مرکزی کردار سمجھنے والی دوشیزہ انہیں اڑا لے جاتی ہے۔" وہ جوانہماک سے سن رہی تھی آخر میں کیئے جانے والے طنز پر کلس کر رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

............" مجھے ذلیل کر رہی ہو یا مردوں کو "

مرد خود ہی ذلیل ہوتے ہیں انہیں کیا ذلیل کرنا۔" نارنجی مایا کو ہلاتے وہ شیلف پر آگے ہوئی اور کہنیوں کے سہارے چہرہ کو ہاتھوں کے پیالے میں گرالیا۔ اس عورت کے ہر انداز میں ایک محسوس کی جانے والی بغاوت تھی، غرور تھا، بدنیتی اور جھوٹ تھا۔

المیرا عنایت محسن مصنوعی لگتی تھی۔۔۔اور گل جان کو ایسے ہی لوگوں سے خار ہے۔

جیسے اب وہاں دیکھ لو۔۔" آنکھوں کے ذریعے اشارہ کیا۔ گل نے چہرہ پھیر کر المیرا کا حدف تلاشنا چاہا جب اسکی دوڑتی نظریں درمیان میں رک گئیں۔

یہ یہاں ؟" لکڑی کی بنی بالکانی میں فاطر اسلام بیٹھا تھا۔ اکیلا نہیں۔۔۔ایک عورت کے ساتھ۔ گل کی حیرانگی خوشگوار بالکل نہ تھی۔ چہرے پر چھائی ناپسندیدگی المیرا کو کسی پرانے قصہ کا احوال سنا رہی تھی۔

"تم جانتی ہو اسے؟" یونہی چہرہ ہاتھوں میں گرائے کہا۔ گل نے ہلکی سی نگاہ ہیزل آنکھوں میں ڈالی اور دوبارہ اپنے سابقہ باس کو دیکھنے لگی۔ جو سب سے حیران کن بات، ایک عورت کے ساتھ موجود تھا۔

"ہاں۔۔۔ یہ میرا باس ہے، میرا مطلب تھا۔ لیکن، کیا تم بھی جانتی ہو اسے؟" شفاف چہرہ اور نیلی آنکھوں میں اُمڈی معصومیت پر المیرا طنزیا مسکرائی۔

"میں؟ (دور بیٹھے مرد کو دیکھا)........ میں اسکی زندگی کا بدترین باب رہ چکی ہوں۔" المیرا کی پرتپش نظریں فاطر سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ جہاں گل کے چہرے پر اُلجھن تھی وہیں المیرا کے چہرے پر اس سے بھی کچھ بدتر، ایسی آگ جو انسان کو اندر سے جلا دیتی ہے۔

"بڑا دوغلا آدمی ہے ہر وقت عورتوں کی برائیوں کے قصیدے گاتا تھا اور اب دیکھو کھلے عام ڈیٹ مار رہا ہے۔" پتھریلے لہجے میں کہا۔ دل کیا اس عورت کو سامنے سے نوچ کر اٹھا ڈالے۔ گل نے اسکی لہجہ کی مخالف سمت بھانپ لی۔

لیکن اسکے چہرے کے تاثرات سے ایسا لگ تو نہیں رہا وہ کسی خوشگوار موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں۔" فاطر اب غصہ سے اپنی میز پر آ گے ہوا۔ المیرا اسکے ہر انداز پر یوں سلگ رہی تھی جیسے وہ اس سے لڑ رہا ہو۔

"اسکا منہ ہی ایسا ہے۔ ہنسے، روئے یہاں تک کے اپنی بے سُری آواز میں گانا بھی گائے یہ تمہیں ہر وقت ناخوشگوار ہی ملے گا۔" وہ اپنے موڈ میں دوبارہ آ گئی تھی، وہی پھبے کٹنیوں والا موڈ!

"لگتا ہے نفرت کا قصہ ہے؟" گل کی ساری توجہ اب ساتھ بیٹھی لڑکی پر تھی، جے کہیں چلا جو گیا تھا۔

"he's not my type بے فکر رہو۔" حقارت سے ہنسی اور واللہ اسکا لہجہ اس بات کا گواہ تھا کے فاطر اسلام میں اسے رتی برابر دلچسپی نہ تھی۔

کلاسک enemies to lovers۔

مسکراتے ہوئے گل پیچھے ہوئی۔یونہی نظریں دوڑا کر ادھر ادھر دیکھا فاطر ابھی بھی اس عورت کے ساتھ بیٹھا شاید نہیں یقیناً لڑ رہا تھا خیر اسے کیا۔اپنے جوس کا گلاس لیتے اس نے نظروں کا زاویہ آگے بڑھا دیا تو وہیں کھڑکی کے اس پار اسے دبیر رسی باندھتا ہوا نظر آیا۔اتنی مشقت کے باوجود بھی اسکا چہرہ بے تاثر تھا۔

ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔جوس والا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔

اس دن..."المیرا کو مخاطب کیا۔"دبیر نے کہا تھا تم جیل سے کب نکلی، یہ کیا کہانی ہے۔"المیرا کا مشروب ہلاتا ہاتھ تھم گیا۔گل نے آبرو اچکاتے سوال دہرایا۔

www.novelsclubb.com

اس قصہ کو تو وہ بھلا چکی تھی۔پھر اچانک کہاں سے آ گیا۔

"شاید یہ اتنی بھی بے وقوف نہیں۔"خود سے کیئے جانے والا اعتراف۔

★★★★

www.novelsclubb.com

باب خادم

شیشے کی وہ ایک نا ختم ہونے والی طویل سی دیوار تھی۔ نارنجی روشنی میں پھیلا ہوا آسمان جس پر سورج ابھی ڈھل رہا تھا۔ ڈھلتے ہوئے شمس کی کرنوں نے پانی کی سطح کو مسحور کن بنایا ہوا تھا۔ اس دیوار کے اندر جھانکو تو چمکتی بتیوں میں لکڑی کا فرش نظر آئے گا۔ میز اور لوگوں کی کھچا کچھ۔

ایسے میں فاصلے پر فاطر اسلام بھی موجود تھا۔ ہلکی آسمانی رنگ کی پولو شرٹ کے ساتھ گندمی جینز۔ اسکا حلیہ ہمیشہ کی طرح لاپرواہ اور بال بہت محبت اور لگن سے

جمے ہوئے تھے۔ وقفے وقفے سے اپنی کافی کا گھونٹ بھرتا اور لمبی انگلیاں سنہرے لیپ ٹاپ پر تیزی سے چلانے لگتا۔

”آپ شاعر ہیں؟“ خوشگوار حیرت میں ڈوبی زنانہ آواز۔ بے دھیانی میں فاطر اپنی گرم کافی کے کچھ زیادہ ہی بڑا گھونٹ بڑھ چکا تھا جو اسکے کھانسی کے حملہ کا باعث بنی۔

”اوہ نو!“ وہ عورت اس کے پیچھے سے ہوتے میز تک آئی اور پانی کی بوتل کھول کر کھانسی سے بدحال ہوتے فاطر کو تھمائی۔ پانی پینے کے بعد اس نے ہڑبڑاہٹ میں اپنے سارے ڈاکومنٹس بند کرنا شروع کر دیئے۔ فاطر کے ماتھے پر ابھرتی پسینے کی ننی بوندیں روشنی کے بالکل نیچے موجود ہونے کے باعث چمک رہی تھیں۔

وہ لڑکی فکرمندی سے فاطر کو روکنے کے لیئے آگے بڑھی۔

”ارے ارے! یہ بند کیوں کر رہے ہیں۔“

اس لڑکی کے اعتماد پر اس نے ترش تاثرات سے اسے دیکھا۔

“I don’t know you.”

عجلت میں چیزیں سمیٹتے اس کا ایک ہاتھ لیپ ٹاپ کی کھلی سکرین کو بند کرنے والا تھا۔

"مگر آپ یہ سب سمیٹ کیوں رہے ہیں، میں تو کافی خوش ہوئی ہوں اپنے پروفیشن کے کسی شخص کو دیکھ کر۔" ہاتھ وہیں رک گیا۔ امبر آنکھیں حیرت سے اس لڑکی کو دیکھنے لگیں۔ اسکا سکون، لہجہ کا ٹھہراؤ وہ لڑکی اس قدر پر اعتماد کیسے تھی؟ فاطر کی سوالیہ نگاہوں کو سمجھتے وہ گرم جوشی سے مسکرائی اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

"سپنا گورو! (فاطر نے اسکے ہاتھ کی طرف دیکھا، پتلے لمبے بھورے ہاتھ جن میں کلائی بھر کر میٹل کی چوڑیاں تھیں) فرام انڈیا۔" اعصاب تھوڑے پر سکون ہوئے۔ پاکستان سے تو نہیں تھی، پھر خیر ہے۔ آدھے بازوؤں والی سفید شرٹ اور

اسکے نیچے قوس قزاح کے رنگوں والی لمبی سکرٹ میں سپنا کا سراپہ انتہائی کمزور سی لڑکی کا تھا۔

فاطر نے ایک بیزار نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی۔ بھورا چہرہ جس پر گال کی ہڈیاں نمایا تھیں۔ بلی کی طرز کا بنا نظر کا چشمہ اور میک آپ کے نام پر بس ایک لپ گلوس۔

فاطر اسلام۔" ہاتھ نظر انداز کیا اور بے رخی سے سامنے موجود لیپ ٹاپ پر " اپنی ساری توجہ مبذول کر دی۔

سپنا کی مسکراہٹ اب جوش میں بدل گئی۔ کندھے پر لٹکے بیگ کو سختی سے تھامے وہ آنکھوں میں کئی ستارے لیئے فاطر کو دیکھ رہی تھی۔

جی؟" مصری مرد نے بیزار سا سوال کیا۔ بھارتی عورت جلدی سے اسکے " سامنے رکھی کرسی کھینچ پر بیٹھ گئی۔ وہ ہکا بکا رہ گیا، اجازت بھی نہیں مانگی بے مروت کہیں کی۔

"آپ کب سے شاعری کر رہے ہیں؟" یہ پہلی مرتبہ کوئی اس کے فن کے بارے میں یوں کھلم کھلا سوال کر رہا تھا۔

وہ زرا سا شرمایا مگر بظاہر لاپراہ رہا۔ سپنا کے چہرے کی جانب دیکھا، کی بورڈ پر موجود انگلیاں برف بن گئیں۔ وہ لڑکی کس قدر عقیدت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں خود بھی ایک رائٹر ہوں (فاطر کو شاک لگا) مگر میں شاعری نہیں کر پاتی۔۔ مجھے شوق تو بہت ہے مگر، شاید یہ میرے بس میں نہیں۔" وہ مہذب انداز میں ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی۔ فاطر کو چپ سی لگ گئی۔ وہ تو خود اپنے کام پر اتنا فخر محسوس نہیں کرتا جتنا اس عورت کے انداز سے نظر آ رہا تھا۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں، ایسا کچھ نہیں ہے۔" لہجہ تھوڑا سخت بناتے اس نے اپنی جان چھڑوانا چاہی مگر سچ تو یہ تھا وہ خوش ہوا تھا۔ کسی نے تو اس کے کام میں دلچسپی دکھائی۔ (بھئی کسی کو بتائے گا تو وہ دلچسپی لیں گے نا۔)

"آپ شاعر ہیں نا؟" معصومیت سے تصدیق چاہی۔ اسکے ہر انداز پر ہاتھ میں موجود چوڑیاں، کانوں کی بالیاں اور گلے میں موجود سولہ سنگھار کھنکتا۔

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ میں آپ کو نہیں جانتا بہتر ہو گا آپ یہاں سے چلی جائیں۔" نظریں چرائیں وہ اپنی پہلی فین کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انکار کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔

اس لڑکی کے چہرے پر مایوسی کے بادلوں نے ڈیرہ ڈالا۔ کھنکیوں سے دیکھتے ہوئے شاعر کو برا لگا۔ جو بھی تھا ہے تو وہ بھی ایک انسان ہی جو اپنے آرٹ کی ستائش چاہتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"لیکن یہ آپ کیا لکھ نہیں رہے تھے؟" تھوڑے سے وقفہ کے بعد ہچکچاتے ہوئے سوال کیا۔ فیروزی رنگ کی موٹی عینک کے دوسری پار موجود آنکھیں فاطر کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ وہ آدمی کچھ زیادہ ہی آدم بیزار تھا۔

"میں نے کہا نا میں آپ کو نہیں جانتا۔" نگاہیں لیپ ٹاپ کی کھلی سکرین پر، لہجہ مجبوراً با تمیز۔ سامنے بیٹھی بھارتی لڑکی کی حیرانی مسکان میں بدلی۔ غور کرو تو اسکی مسکراہٹ معصوم سی تھی۔ جیسے وہ فاطر سے مل کر واقعی خوش ہوئی۔

دنیا میں ایک وہی تھی جو فاطر سے مل کر خوش ہو سکتی تھی۔

"دنیا کو دکھانے کی ہمت نہیں رکھتے۔" اس کا اندازہ بالکل درست تھا اور درست اندازوں سے ہی تو وہ مرد خوف زدہ تھا۔

"کیا یہ میرے خیالات پڑھ رہی ہے؟" دماغ میں اڈتے سوالات کو وہ چہرے پر آنے سے نہ روک سکا۔

"نہیں نہیں۔ میں آپ کے خیالات نہیں پڑھ رہی۔" ہنستے ہوئے وہ فاطر کا سکون غارت کر گئی تھی۔ کھلے منہ اور حیران نظریں بے یقینی کی کیفیت میں سپنا کو دیکھنے لگیں۔

اسکے تاثرات پر سپنا اپنی اچانک آتی ہنسی کو نہ روک سکی۔ میٹھی اور معصوم سی۔

میں چار سال سے ہوں لٹریچر کے پروفیشن میں، بھانپ لیتی ہوں کس کا کیا مسئلہ ”

ہے۔“خود کے لئے نہ تو اسکے لہجے میں کوئی غرور تھا نہ دوسروں کے لیئے ہتک۔

یوں لگتا تھا وہ قلب اور سوچ دونوں میں شفاف ہے۔

نظریں چراتے وہ نیچے دیکھنے لگا۔”ایک منٹ!“ نظریں نیچے ہی رہیں پھر جھما کے

سے ایک بات یاد آئی۔

میں کیوں نظریں نیچے جھکایا ہوا ہوں۔

ایک حسین انکشاف اور یہ فاطر کھڑوس اسلام اپنے خود پسند خول میں دوبارہ لوٹ

گیا۔

کب سے لکھ کر رکھا ہے آپ نے یہ ؟“اس بار مصری پاکستانی نے نہ اپنی ”

حیرت چھپائی اور نہ ہی اشتیاق۔

"کیا مطلب ؟" سپنا نے مسکراتے ہوئے ساتھ رکھی پانی کی بوتل سے گلاس میں پانی انڈیلا۔ ناخنوں پر بنفشی رنگ کی نیل پالش لگی تھی۔

"ہر لکھاری یہی سمجھتا ہے کوئی اسے پڑھے گا نہیں۔۔۔ اگر پڑھ لے گا تو مذاق بنائے گا۔" سپنا نے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا اور فاطر اسلام کا دماغ بھک سے اڑا۔ یہ اتنا شفاف عکس کیوں دکھا رہی تھی۔

"چار سال پہلے اپنی پہلی کتاب لکھتے وقت میں نے کبھی سوچا نہیں تھا اتنی سراہی جاؤنگی کے کبھی میری بھی کوئی کتاب بیسٹ سیلر بنے گی۔" پانی کا گلاس میز پر رکھتے ہلکا سا آگے ہوئی۔ "اور میری قسمت دیکھیں چاروں کتابیں جو لکھیں، چاروں بیسٹ سیلر گئیں۔" سمندر کی طرف دیکھتے وہ پرانی یادوں میں کھو چکی تھی۔

"آپ یقیناً رومینس ناولز لکھتی ہونگی ؟" لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا جہاں کب سے ایک ہی سطر لکھی جگمگا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اوراب آپ کہیں گے ایسے ناولز کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا اسی لیئے بیسٹ سیلر بن ”
جاتی ہیں۔“ یہ لڑکی فاطر کو حیران پر حیران کر رہی تھی۔ کیسے وہ لفظ بالفظ اسکی سوچ
کو اونچی آواز میں سناتی۔ کہنا مشکل ہے، مگر فاطر متاثر ہو رہا تھا۔

پہلی مرتبہ اسے کسی عورت نے اس پر ایسا اثر ڈالا تھا۔

” نہیں میں مائنڈریڈر نہیں ہوں، کہا نا ایک رائٹر ہوں۔ بس!“ فاطر اسلام کی
امبر آنکھوں میں حیرت کے ساتھ دباد با خوف بھی تھا۔

” بے فکر ہو کر جو لکھا ہے اسے چھپوادیں۔“ فاطر نے شرم سے لال ہوتا چہرہ
پھیر لیا۔

” میں نہیں جانتا آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ ”

” امپوسٹر سنڈروم سارا یہاں ہوتا ہے (دماغ کی طرف اشارہ کیا) جو ہمارے
یہاں سے نکلے الفاظ کو بے وقعت کرواتا ہے۔“ دل کے مقام پر انگلی سے اشارہ کیا۔

"یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔" بے دردی سے کہتے اپنی لیپ ٹاپ کی سکرین بند کی۔

وہ بزدل تھا جو ہر میدان میں مقابلہ کر سکتا تھا بس اس ایک یہ بازی کھیلنے سے بھاگ جاتا تھا۔

"امپاسٹر سنڈروم کا کوئی علاج نہیں۔" اس کے بلا جھجک کہنے پر فاطر کو حیرانگی ہوئی۔ "یہ بار بار آتا ہے۔ بس اسے حاوی نہیں ہونے دینا ہوتا۔" سورج کی روشنی انتہائی مدھم سی رہ گئی تھی۔ سپنا کی بھوری جلد ایک طرف سے روشن تھی فاطر کی ایک آنکھ بھوری اور ایک شہد سی دکھ رہی تھی۔ "کوئی کتنی ہی دیر اپنے کام سے خوش رہ سکتا ہے۔" سوال نہیں تھا اظہار تھا۔

"میں!" فاطر نے اسکی بات کاٹی۔ "مجھے میرے ہاتھوں سے کیا ہر کام متاثر کرتا ہے۔" کہتے ساتھ اس نے میز سے اپنا لیپ ٹاپ، فون اور والٹ اٹھایا۔

"میرا ہی دماغ خراب تھا جو تمہاری منطق سننے بیٹھ گیا بھول گیا تھا میں۔۔۔ تم عورتیں ہوتی ہی کوڑھ مغز ہو۔ رومانوی دنیا میں رہنے والی افسانوی کردار۔"

www.novelsclubb.com

اس کے لہجے سے جھلکتی نفرت نے سپنا کو لاجواب کر دیا۔ کوئی ایک لکھاری ہو کر بھی کیا اتنا گھمنڈی ہو سکتا ہے۔ تخلیق کاروں کے تو دل نرم نہیں ہوتے؟

لمبے لمبے ڈگ بڑھتا وہ شیشے کی دیوار سے آر پار ہو گیا اس بات سے یکسر انجان دو ہیزل آنکھیں پورا وقت اسی پر ہی جمی رہی تھیں۔

''تم بالکل نہیں بدلے فاطر اسلام۔''

★★★★

www.novelsclubb.com

باب ملکہ

وہ جسے نئے ملکوں میں انجان ٹکراتے ہیں

لوٹ کر ان کی چمڑی انہیں کو تھماتی ہے

اس دن...دبیر نے کہا تھا تم جیل سے کب نکلی، یہ کیا کہانی ہے۔"آس پاس " چلتی لوگوں کی رفتار سست ہوئی۔المیر اعنایت محسن کو دل دھڑکنے کی آواز کانوں میں سنائی دی۔ جامنی مشروب آہستہ سے کسی لہر کی طرح گلاس میں اوپر گیا۔

ایک منظر ابھرا۔پولیس کے سائرن،اندھیری رات میں موجود سارا ہوسٹل، کمرے کا کھلا دروازہ۔"المیر اعنایت آپ کو گرفتار کیا جاتا ہے۔" پانی کی لہر نیچے آئی، تھمے ہوئے لوگ چلنے لگے،دل کی دھڑکن اس شور میں دب گئی جب۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"المیرا!" گل نے اسکا کندھا ہلایا تو وہ حال میں دوبارہ لوٹی۔

"ہونہہ؟" جوس کا گلاس لبوں سے لگایا، گھونٹ نہیں بھرا۔

"کیا کہانی ہے وہ؟" پھولی ہوئی گالوں والی لڑکی نے ابھی بھی ہونٹوں کے ساتھ گلاس لگایا ہوا تھا۔ اس قصہ کو تو وہ بھلا چکی تھی۔ پھر اچانک کہاں سے آگیا۔ گل نے آبرو اچکاتے اس سے سوال کی۔

المیرا مسکرائی اور گلاس ایک سانس میں ختم کرتے شیلف پر رکھا۔ وہ دوبارہ سے اپنے ازلی شوخ انداز میں لوٹ آئی تھی۔

"ہو کے ہفتہ پرانی بات obsessed مجھے نہیں معلوم تھا، تم مجھ سے اتنی ابھی تک یاد ہے۔" گل نے آنکھیں ناگواری سے چھوٹی کیں جبکہ المیرا کہیں اور دیکھ رہی تھی۔

ہال سے نکلتا فاطر اسلام اس بات سے یکسر انجان تھا کہ دو ہیزل آنکھیں پورا وقت اسی پر ہی جمی رہی تھیں۔

"تم بالکل نہیں بدلے فاطر اسلام "

اٹنشن۔۔۔"اچانک ہال کمرے میں لگی وسیع ٹی وی سکرین سے آواز آئی۔(" اس طرح کے سکرینز جہاز میں اہم جگہوں پر موجود ہوتی ہیں۔)سب نے مڑ کر سکرین کی جانب دیکھ وہاں جہاز کی سب سے وسیع بالکنی کا منظر تھا۔وہیں جہاں گل بیہوش ہوئی تھی۔

" welcome on board to Mah e Malka.

where luck is tested and life is made easier

"

میں کو سے لطیف،آپ لوگوں کے ٹور کا ہیڈ مینجر۔"سر پر گنتی کے بال اور ٹو " پیس سوٹ میں موجود مرد نے گردن کے مقام پر رومال باندھ رکھا تھا۔"آپ کو ماہ

ملکہ کروز شپ کے اٹھارویں سفر پر خوش آمدید کہتا ہوں۔" المیرا اور گل بھی گردن موڑے سکرین کی جانب دیکھ رہے تھے۔ ہوا کی وجہ سے آس پاس لگی چھتریاں ہلکی ہلکی لہرا رہی تھیں۔

"امید ہے آپ ماہِ ملکہ کو چن کر بالکل بھی مایوس نہیں ہوئے ہونگے۔" ہاتھ میں موجود آلہ سے مصنوعی تالیوں کی آواز آئی۔ پورے جہاز میں یونہی لوگ جگہ جگہ سکرینز کی جانب رک کر اس آدمی کو دیکھ رہے تھے۔ ایک سحر سا تھا جو ہر سو تاری ہو چکا تھا۔

"ہر دفعہ ہم پہلی رات اپنے مہمانوں کو آل یو کین ایٹ بوفے کی دعوت دیتے ہیں۔" لوگوں نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔ وہ آدمی کافی اچھا بزنس مین تھا جس نے سب کو اپنی جانب متوجہ کرر کھا تھا۔

"آج رات 8 بجے ایک کمنٹری ڈنر ہماری کامیابی کے جشن اور ہمارے مہمانوں کو خوش آمدید کرنے کے لیئے منعقد کیا گیا ہے۔" مخصوص دنوں کی ٹرپ میں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یونہی ہر ایک دن کسی سرگرمی کے لیئے تہہ شدہ ہوتا ہے۔المیرا نہ سہی گل یہ سب سمجھ کر آئی تھی۔

"ہمیں خوشی ہو گی اگر آپ سب لوگ تشریف لائیں۔اپنا وقت ہمیں دینے کا شکریہ!" سرتک لے جا کر سلام کیا اور سکرین یک دم بجھ گئی۔سحر ٹوٹا، خاموشی عیاں ہوئی۔دھیرے دھیرے کمرہ سرگوشیوں اور سوالات سے بھرتا چلا گیا جو آخر میں غیر واضح مختلف آوازوں میں بدل گئی۔

ستائشی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے المیرا گل کی جانب مڑی۔لوگ اب اپنے اپنے کاموں میں جت گئے تھے۔گل بھی جانتی تھی المیرا کیا سوچ رہی ہے۔اتنے سے وقت میں اتنا اندازہ تو وہ لگا ہی سکتی تھی۔

"آج کی پارٹی میں کیا پہنوں؟"

★

شام سے رات ہونے میں دیر کہاں لگتی ہے۔ یہ کچھ سوئیں آگے بڑھی اور وقت ہاتھ سے ریت کی مانند چھوٹ گیا۔

کمرہ 220 میں آؤ جہاں تیاریاں عروج پر تھیں مگر صرف ان بادامی شوخ آنکھوں والی لڑکی کی۔ الماری کے اندر مرکوز آئینہ کے سامنے کھڑی وہ اپنے خالی ہونٹوں کو دیکھ رہی تھی۔ ہاتھ میں کم از کم دس سے زائد الگ الگ رنگ کے لپ اٹک شیڈ ہونگے۔ سیاہ ٹخنوں تک آتی پولکاڈوڈز والی فرل فراک کے ساتھ سیاہ سینڈلز پہنے وہ ننی سی پری لگ رہی تھی۔

"کون سا لگاؤں؟" ہماری پری اچھی بچی تھی اسی لیئے مشورے کی خاطر اپنی روم میٹ سے رجوع کیا جو ابھی ابھی واشروم سے باہر نکلی اپنی ناک پونچھ رہی تھی۔ غلطی ہوگئی، ٹھنڈا شربت نہیں پینا چاہیے تھا۔

گل کی ناک لال اور آنکھیں نم تھیں۔

"کیا!" بیٹھی ہوئی آواز میں کہتے ساتھ چھینک ماری۔ المیرا نے بیزاری سے ہاتھ پیچھے کیا۔

"اپنے جراسیم اپنے تک رکھو مجھے بیمار نہیں ہونا۔" گل نے رومال ناک کے سامنے رکھا اور کھانستی ہوئی اپنے بستر پر بیٹھ گئی۔

المیرا نے اس بیمار پر لعنت بھیجتے خود پر فوکس کیا۔ وہ زیادہ اہم تھی۔ آنکھیں بند کرتے اس نے ایک میرون رنگ کی لپ گلوس پر ہاتھ روکا۔

پیچھے گل درد سے دوہری ہو رہی تھی۔

آنکھوں میں چمک لیئے المیرا نے ہونٹوں کے کنارے پہلے لپ لائین کیئے اور پھر رج کر لپ گلوس لگائی۔

گل کی چھینک کمرے کی درودیوار سے ٹکرائی۔

"یہ کھڑکی کھول دو۔" شیشے کے سامنے کھڑے خود کو سراہتے وجود نے اپنی بیمار روم میٹ کی پکار کو نظر انداز کر دیا۔

"المیرا!" نقاہت زدہ لہجہ۔ "یہ کھڑکی کھول دو پلیز۔" سائڈ ٹیبل پر رکھے اپنے موبائل کو اٹھاتی المیرا نے دوبارہ بات ان سنی کر دی۔

گل کی آنکھیں بند تھیں ورنہ وہ سمجھ جاتی المیرا نے سنا ہے مگر نظر انداز کر دیا ہے۔

" المیرا "

"تسک۔" کوفت سے مڑی۔ "پانچ منٹ رک نہیں سکتی۔"

المیرا کے بد تمیز انداز پر گل خون کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔ "اب دوبارہ اس سے نہیں بولوں گی۔" خود سے عہد کیا۔ اپنی عزتِ نفس اسے صحت سے زیادہ عزیز تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گل نے خود کو چادر سے ڈھکتے لیپ ٹاپ کھول کر سامنے رکھا۔بے تحاشہ مارول کے سٹکرز نے سطح ڈھانپ رکھی تھی۔

المیر اصوفوں کو پار کرتی کھڑکی کے قریب آئی۔سیاہ رات میں موجود پانی خاموش تھا۔کھڑکی کے پٹ جدا کرتی وہ مڑی ہی تھی جب ٹھٹک کر رکی۔

اچانک سے آنے والی خوشبو۔

اس نے غور سے سونگھا۔وہی عجیب سی خوشبو۔کائی اور پیٹرول کی۔۔۔۔نہیں پیرمنٹ مارکی۔

''یہ تمہیں سمیل آرہی ہے؟''

''میری ناک بند ہے۔''اسکی روم میٹ نے لیپ ٹاپ پر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔پری نے آنکھیں گھمائیں اور اپنی لپ سٹکس کا بیگ بند کرنے کے لیئے آگے

بڑھی (اپنی متاع جان کو وہ سنبھال کر رکھتی ہے) جب گل کو یوں سجھ دجھ کر بیٹھے دیکھ کر حیران ہوئی۔

"ارے لیٹ کیوں رہی ہو۔ اٹھو تیار ہو، جانا نہیں ہے۔" سر پر کھڑے ہوتے حکم دیا۔ یہ اونچا لہجہ گل کو ایک دن بہرا کر جائے گا۔

"میری حالت ہے۔" ہیڈ فونز لگاتی گل نے ایک ناگوار نگاہ اس پر ڈالی۔ اگر اسکے لیپ ٹاپ پر جھانکو تو نظر آئے گا کسی غیر قانونی ویب سائٹ پر "یو، سیزن فور" کھلا تھا۔

"اچھی بھلی تھی تم بس لوگوں سے انٹر یکشن نہیں کرنا اسی لیئے یوں بیماری کا بہانہ بنا کر بیٹھ گئی ہو۔" گل کو تو مانو اندر تک آگ لگ گئی ہو۔ المیرا کا مقصد بھی یہ تھا۔ بے نیاز انداز میں وہ سب سے گہرے وار کرتی تھی۔

شیشے کے سامنے کھڑے اپنے بال سنوارتی اس نے وہیں سے جھانکتے اپنی روم میٹ کو دیکھا۔

"مجھے اگنور کر سکتی ہو سچ کو نہیں۔" وہ یوں اسے دیکھ رہی تھی جیسے ثابت نگل کر ڈکار بھی نہیں مارے گی۔

"کپڑے بتاؤ کونسے پہنو گی میں نکال دیتی ہوں۔" گل کی وارڈروب تک گئی۔ پیچھے سے اٹھا کر مرتضیٰ نے اسے سرہانا مارا۔ وہ بھی ڈھیٹ تھی اثر لیئے بغیر اسکے کپڑے کھنگالنے لگی۔

"میری ماں مت بنو مجھے نہیں جانا۔" زکام زدہ لہجہ میں جو نہی اسکی چیخ بلند ہوئی المیرا کا وہی المیرا کا قہقہ اونچا ہوا۔ ہتک سے گل کے کان لال ہو گئے، اسکی آواز بھی کچھ ایسی ہی نکلی تھی کوئی بھی ہنس پڑے۔

اپنے ہیڈ فونز کو درست کرتے وہ چادر کے مزید اندر ہو گئی۔ سینے پر بازو باندھے المیرا قدم قدم چلتی اس تک آئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چادر کے اندر سے صرف گل کی آنکھیں اور بکھرے بال نظر آرہے تھے۔المیرا کے ارادہ اسے خوفناک لگے تبھی، ''کیا ہے؟'' کہتے اس کے ماتھے کی شکنوں میں اضافہ ہوا۔

''سوچ لو، وہاں تمہارا کرش بھی ہوگا۔'' وہ لڑکی اتنی آرام سے پگلتی تھی۔بس ایک نام اور یہ ٹماٹر کی طرح چہرہ ہوا لال۔المیرا نے ہاتھ پر ہاتھ مارتے قہقہ لگایا۔

''تم بہت بھولی ہو۔'' لاڈ اٹھاتے اس کی چادر کے اندر سے گال کھینچے اور دروازے کی جانب بڑھی۔گل اپنا گال مسلنے لگی۔

''ٹھیک ہے،۔۔۔ناجاؤ چھینکتی رہو، کھانستی رہو۔المیرا دی جتی نو وہ پرواہ نئ (المیرا کے جوتے کو بھی پرواہ نہیں)۔''

آخر جملہ پنجابی میں کہتے اپنے پیچھے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا اسکے نیٹ کے بازوؤں سے آر پار ہو کر گزرا۔

ایک ہاتھ میں موبائل اور دوسرے میں سیاہ کلچ۔وہ آگے کیوں نہیں بڑھ رہی تھی؟
جھکی گردن کے باعث ریشمی بال چہرے کو اپنے پیچھے چھپا گئے تھے۔وہ خالی نگاہوں سے اپنے سینڈل زدہ پیر دیکھے گئی۔

المیرا عنایت اور اتنی خاموش!

سچ تو یہ تھا وہ وہاں اکیلے نہیں جانا چاہتی تھی۔اکیلے میں المیرا ویسے نہیں چمکتی جیسے کسی کا ساتھ اسکا روپ نکھارتا ہے۔

گہری سانس لیتے وہ راہداری میں چلنے لگی۔

کسی ایک انسان کا ساتھ بھی اسکا اعتماد زمین سے ساتویں آسمان پر لے جاتا تھا۔

راہداری خالی تھی۔روشن بتیاں اور قالین۔

اسے Autophobia ۔۔۔اکیلے رہ جانے کا ڈر ۔۔۔تھا،

لفٹ کے سامنے رکتے اس نے بٹن دبایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور اس سے بھی بدتر اسے خوف تھا، تنہا قید سے۔

لفٹ آکر رکی تو اس نے ایک ہی سانس میں سارا خوف لبوں کے ذریعہ باہر نکالا۔ دروازے کھلے، اپنی وہی فتنہ پرست مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ایک پاؤں اندر رکھا۔

وہ خاموشی جو اس نے ابھی ایک گہرے سانس کے ساتھ ماری تھی وہ لوٹ آئی، پہلے سے کہیں زیادہ خوفناک، پہلے سے کہیں زیادہ قریب۔

لفٹ میں اس کے علاوہ ایک آدمی تھا۔ امبر آنکھیں، پولو شرٹ اور بھورے بال۔ دروازے میں ایستادہ اسے سمجھ نہیں آیا، اگلا قدم اٹھائے، پیچھے کی طرف بھاگ جائے یا۔۔۔۔آگے بڑھتے مرد کا گریبان پکڑ لے۔

فون پر انگلیاں چلاتے فاطر اسلام نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ المیرا کا دل کسی سوکھے پتہ کی مانند لرزا، اس مرد کی نگاہوں میں آج بھی اتنی ہی بیزاری تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

محترمہ یاتواندر آئیں یا باہر جائیں۔یوں دروازے میں کھڑے ہونے کا کوئی "
"جواز نہیں۔

المیرا کو لگا کوئی تیز گام ٹرین اسے اپنے نیچے روند کر چلی گئی ہے۔بیزاری کے ساتھ اسکے لہجے میں اجنبیت بھی تھی۔

اس نے مجھے نہیں پہچانا۔"لفٹ کے اندر آتے یہی پہلا خیال تھا جو اسکے زہن " میں آیا۔

لفٹ چلنے لگی۔فاصلے پر کھڑے وہ دونوں اجنبی ایک مکمل تصویر لگتے تھے۔کسی مصور کا آخری شاہکار جو بننے سے پہلے جل چکا ہو۔

★

خاموش رات اور چاند کی طلسماتی روشنی میں دریائے نیل کی سطح چمک رہی تھی۔

سمندر پر تیرتا ماہِ ملکہ روشنیوں سے منور تھا۔جیسے جیسے جہاز کے قریب جاؤ آوازیں اونچی ہونے لگے گیں۔اندر کا منظر باہر کی رات سے بالکل مختلف تھا۔

ڈائنگ ہال میں لوگوں کے رش سے زیادہ شور تھا۔ مصری اپنی محفلوں کو کھلے دل سے مناتے ہیں۔ہال کے درمیان اپنا ثقافتی رقص کرتے مردوں کو تالیوں سے سراہا جارہا تھا۔ مختلف ممالک سے آئے لوگ اپنے اپنے ملک کی نمائندگی کر رہے تھے۔پوری کشتی میں سب سے زیادہ روشنی ڈائنگ ہال میں ہی تھی۔

آس پاس جتنا شور تھا وہ بھی الميرا کا نہ مزاج صحیح کر سکا نہ تاثرات۔

جے کے بار کاؤنٹر پر بیٹھے وہ اپنے پینا کولاڈا گلاس کی سطح پر انگلی پھیر رہی تھی۔اس کا دل ہی اٹھ گیا تھا اس تقریب سے۔

"فکر تھی تو بس ایک بات کی۔" اس نے مجھے نہیں پہچانا؟

کوئی الميرا کو کیسے بھول سکتا ہے؟ الميرا تو اسے نہیں بھولی۔اپنی بدترین بددعاؤں میں ہمیشہ اسکا نام صف اول رکھا ہے۔ تو پھر وہ کیسے بھول گیا.........یا پھر وہ ڈر گیا تھا کے الميرا اسکی ایمانداری کا پردہ بے نقاب نہ کر دے، اسی لیئے اس نے انجان بننے کی اداکاری کی۔

آنکھیں موندتے اس نے ماتھا شیلف سے ٹکا دیا۔کچھ دیر پہلے لفٹ کا منظر یاد آیا۔

دروازے آہستہ سے بند ہوئے اور لفٹ ہلکے جھٹکے سے نیچے جانے لگی۔دونوں میں خاموشی رہی۔فاطر ایک کونے میں کھڑا اپنا موبائل استعمال کرتا رہا جبکہ وہ دوسرے کونے میں کھڑی صبر کے کڑوے گھونٹ پیتی رہی۔یہ صدمہ چھوٹا تھا کے وہ بھلا دی گئی ہے۔

لفٹ اپنی طے شدہ منزل پر رکی اور دروازے کھلے۔المیرا نے حیرانگی سے نمبر دیکھا وہ لابی میں آچکی تھی، مگر اسے تو ساتویں منزل پر جانا تھا۔

"یہ تو میرا فلور نہیں۔" دروازے سے باہر جاتے فاطر نے ایک ناگوار نگاہ اس پر ڈالی۔

"تو اپنے فلور کا دبانا تھا نا۔" طنز کرتے وہ لفٹ سے اترا۔المیرا تو اس کے انداز پر ہی سلگ گئی۔وہ تو ہمیشہ توجہ کا مرکز رہی ہے یہ بدتمیز اس سے کیسے سر سے اتارنے والے انداز میں بات کر کے گیا ہے۔

تمہیں عورتوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے؟“ پیچھے سے نعرہ لگایا جسے ”
فاطر نے نظرانداز کرتے کانوں میں ائیر پورڈز دے دیئے۔پاؤں پٹختے اس نے
ساتویں منزل کا نمبر دبایا۔

اپنا خون ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا، فاطر اسلام نے کونسا بوتلیں لگوالانی تھیں۔

آنکھیں کھولیں تو خود کو پارٹی میں پایا۔اسکے ٹھنڈے شربت کے گلاس پر پانی کی
ایک موٹی تہہ جمع ہو چکی تھی۔

گہری سانس لیتے وہ کرسی سے اچھل کر اتری اور بالکنی کی جانب چلنے لگی۔وہاں بھی
لوگوں کا اتنا ہی رش تھا البتہ وہاں آوازیں اتنی نہیں تھیں۔

قطار در قطار لگی گول میزوں پر لوگ بیٹھے کھانا نوش فرمارہے تھے۔ریکنگ پر
کہنیاں جمائیں ایک ہاتھ گال کے نیچے ٹکادیا۔

www.novelsclubb.com

ہلکی سی ہوا اسکی سیاہ فراک اور بالوں کو اڑا کر پیچھے لے جا رہی تھی۔اداس رات کا اداس کردار۔

"کسی کا انتظار کر رہی ہیں کیا؟" اچانک ساتھ سے آنے والی آواز پر اس نے ہلکی سی نگاہ اٹھا کر دیکھا۔وہ کہاں ہڑبڑاتی تھی۔

مسکراتے ہوئے بھمن نے ریلنگ کے ساتھ کمر جوڑ دی۔ہاتھ میں پکڑے گلاس میں یقیناً کوئی حرام شے ہی تھی۔گولڈن سٹریکس والے بال اور باڈی بلڈر جسامت پر چست سا سوٹ۔گل کو ویسے اپنا دل اس پر ہارنا چاہیے تھا۔

"کافی اداس لگ رہی ہیں۔" المیرا کی طرف رخ موڑ کر کھڑا ہوا۔اسکی مکمل توجہ سامنے موجود لڑکی پر تھی۔

"مجھے غصہ آیا ہوا ہے۔" آنکھوں میں چھائی بوریت کہیں سے بھی اسکے جملے کے مترادف نہیں تھی۔

غصہ؟" المیرا نے گردن ہاں میں ہلائی۔" حیرت ہے غصہ میں کوئی اتنا پر سکون کیسے رہ سکتا ہے۔"

"بھمن آپ اس کروز میں کیوں آئے ہیں؟" اسکی بات کو ان سنی کرتے المیرا بھی اب اسکی طرف رخ موڑ کر کھڑی ہوئی۔

"میں؟" گلاس لبوں سے لگاتے انگلی سے خود کی طرف اشارہ کیا۔ پھولے گالوں اور گول چہرے والی لڑکی واقعی میں اپنے سوال کے معاملہ میں سنجیدہ تھی۔ سیاہ رات میں چلتی ہلکی ہوا ان کی گفتگو کان لگا کر سن رہی تھی۔

"میری بہن رہتی ہے یہاں۔"

"مصر میں؟" اسکا جملہ کاٹتے کہا۔" جی! وہیں۔ اس سے ملنے آیا تھا تو اسی نے کہا "مصر گھومنے کا بہترین طریقہ کسی جہاز کے سفر میں ہے۔ سو چلا آیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسکی کہانی بہت پھیکی تھی۔المیرا کو مزہ نہیں آیا۔رخ دوبارہ سمندر کی طرف پھیرتے ہتھیلی پر گال گرادی۔

بالکنی سے نیچے چھٹی منزل کا پورچ نظر آتا تھا۔وہاں شاپنگ مالز وغیرہ تھے۔(وہی جگہ جہاں کوسے لطیف نے اپنا تعارف کروایا تھا۔)

یونہی نیچے دیکھتے دیکھتے وہ اچانک اپنی جگہ پر جم گئی۔تمام حسیں فوراً الرٹ ہوئیں۔ بوریت کو غصہ میں بدلنے کا جواز ملا۔

"آپ یہاں کیوں۔۔"

بعد میں بات ہوگی۔" بھمن کو دور سے ہاتھ ہلاتے وہ آناً فاناً وہاں سے بھاگنے لگی۔لوگوں کے درمیان سے جگہ بناتے۔بچوں کو ٹکر مارتے، بزرگوں کی لاٹھیاں گراتے وہ ڈائننگ ہال سے نکلتے سیدھا لفٹ کی طرف مڑی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے نہیں معلوم وہ کیوں بھاگ رہی۔اسے کب کہاں اپنے ارادوں کی وضاحت دینا آتی تھی۔اس وقت بھی المیرا عنایت محسن صرف ایک بات جانتی تھی اور شاید وہ اسی سوال کے جواب کی خاطر دوڑ لگا رہی تھی۔

وہ سوال باقیوں کے لیئے بھلے بے ضرر ہو مگر اسکے لیئے وہ اہم ترین تھا۔

ذہن میں مسلسل ''اس نے مجھے نہیں پہچانا؟'' ایک الارم کی طرح بجے جا رہا تھا۔

★

کانوں میں ائیر پوڈز اور ہاتھوں میں فون۔فاطر اسلام چھٹی منزل پر بنے پورچ پر موجود تھا۔وہاں رکھے سرخ گول صوفے پر نیم دراز اس کی تمام تر توجہ کا مرکز اس وقت موبائل کی سکرین تھی۔ہاں یہ کام وہ اپنے کمرے میں بھی کر سکتا تھا مگر وہاں پھیلی بدبو اسے تین سر درد کی گولیاں کھانے پر مجبور کر چکی تھی۔

خراب ہیں اسی لیئے وہ سہی کام نہیں کر vents دبیر کا کہنا تھا لیکیج کی وجہ سے رہے اور سمندر سے آنے والی بدبو پوری کشتی میں پھیلی ہے۔

سر کیا آپ ابھی بھی اس بات پر قائم ہیں کے فاطر اسلام نے وہ میز آپ کو "
محض جذبات میں بہہ کر ہی نہیں پوری سوچی سمجھی سازش کے تحت مارا تھا؟ کیا
آپ نے تصویر کے دوسرے رخ کے بارے میں نہیں سوچا؟" اینکر نے سوال
پوچھا۔

("یہ کیا سوچے گا، سوچنے کے لیئے عقل چاہیئے ہوتی ہے؟" ہمارا ہیرو منہ ہی منہ
میں بڑبڑایا۔) فاطر اسلام کیس اس وقت ٹرینڈنگ پر تھا۔ ٹویٹر پر ہزاروں ٹویٹس
اس کیس کے حوالے سے ہوئیں تھی جس میں سے 60% تو بس میمز تھے۔ اپنے
حوالے سے اس نے ہر ایک آرٹیکل، انٹرویو حتی کے انسٹا گرام انسٹال کر کے
پوسٹ بھی دیکھ لی تھیں۔

اس سب کے باوجود بھی وہ اپنی حرکت پر زرہ برابر بھی شرمندہ نہ تھا۔

جان بوجھ کر قاتلانہ حملہ کا بھی کیا کوئی دوسرا رخ ہوتا ہے؟" عزیر نے مائک "
میں آگے ہوتے کہا۔ "اور اگر کسی کے محض جذبات ہی قتل کے ہوں تو کیا ایسے

آدمی کو آزاد چھوڑ دینا چاہیئے ؟““اسکی فاتحانہ مسکراہٹ پر فاطر کی تن بدن میں آگ لگ گئی۔

آزاد تو تجھے نہیں چھوڑنا چاہیے بڈھے !““بول تو ایسے رہا تھا جیسے یہاں سے” (آواز سیدھا اس لائیو شو تک جائے گی۔

فاطر جانتا تھا الیکشن کے دن قریب آرہے ہیں اور اپنے بیٹے پر چلتا انسانی سمگلنگ کا مقدمہ وہ یونہی پسِ منظر میں کر کے عوام کا ووٹ اپنی ہمدردی کے ذریعہ خریدے گا۔

مگر سر ان کے دوست اور کولیگ فیلوز کا بیان یہ ہے کے فاطر ابو لا سلام نے ” مشہور کر رکھا تھا کے ان کے والد ابو لا سلام ظہور کو آپ نے ہی چھ سال پہلے غائب کروایا ہے۔اس حوالے سے آپ کیا کہیں گیں ؟ “

(”اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔““دیکھ کم رہا تھا نصیحتیں زیادہ دے رہا تھا۔)اینکر کے سوال پر فاطر کو یوں لگا جیسے کسی نے اسکی جلتی روح پر ٹھنڈی برف رکھ دی ہو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دوسری طرف خاندانی سیاست دان کی مسکراہٹ زرا سی بھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"میں سیاستدان ہوں، ہم جیسوں کو گرانے کے لیئے یہ لوگ اصلی قتل تک کر دیں تو یہ جھوٹی گمشدگی کیا شہ ہے۔" وہ کچھ لمحوں کی ٹھنڈی پھوار اب زہر زدہ کانٹوں میں بدل گئی۔ فاطر کی مسکراہٹ آہستہ آہستہ کم ہونے لگی۔

"تو آپ کا یہ کہنا ہے کہ ابولاسلام ظہور زندہ ہیں؟" اینکر کے انداز میں واضح جھجک تھی۔ دیکھنے والے کی اندرونی کیفیت کا اندازہ فون پر موجود مضبوط گرفت، ہاتھوں کی ابھرتی نسیں اور ناک کی پھولتی نتھنوں سے کیا جا سکتا تھا۔ مدھم مگر گہری غصے بڑھی ہنکاریں اسکا دماغ خولا رہی تھیں۔ اپنی کیفیت میں اس قدر مصروف وہ یہ اندازہ ہی نہ کر سکا کب دو سیاہ سینڈلز میں سفید پاؤں اس کے صوفہ کے قریب آکر رکے تھے۔

"یہ بہت بڑا دعواہ ہے سر۔۔۔ آپ جانتے ہیں ابولاسلام سر فین فیورٹ ہیں۔"

"کیا آپ بھی ان کے گرویدہ ہیں؟" اینکر کی بات کاٹتے عزیر نے تحمل سے کہا۔

اسی وقت فاطر کو کسی کی نظروں کی تپش خود پر محسوس ہوئی۔ارد گرد تو کوئی نہیں تھا۔پورچ کی ساری بتیاں بھی بند تھیں،واحد روشنی کا ذریعہ پیچھے بنے شاپنگ مالز تھے۔

اس نے سر اٹھا کر پیچھے دیکھا۔چہرے کے الجھن زدہ تاثرات یک لخت بیزاری میں بدلے۔آنکھوں میں پھیلنے والی ناگواری فطری تھی۔

المیر اعنایت محسن سینے پر بازو باندھے اسے سخت نظروں سے دیکھ رہی تھی۔چہرہ حد سے زیادہ خاموش اور انداز سے کوئی اجڑا دیار۔

"میں آپ کو نہیں جانتا۔" بیزاری سے کہا اور گردن پھیر کر فون پر دیکھنے لگا۔وہ یہ یکسر بھول گیا تھا کچھ دیر پہلے لفٹ میں یہی عورت تھی۔

یونہی سینے پر بازو باندھے وہ چھوٹے محتاط قدم لیتی اس کے برابر آ کھڑی ہوئی۔

فاطر کو اس کی خاموشی اور یہ اعتماد دونوں کاٹ رہا تھا۔

ان کے دائیں طرف روشنیوں اور ہلچل سے بھری دنیا تھی اور بائیں طرف خاموش زندگی...... جس میں گہرائی اور اسرار کے سوا کچھ نہ تھا۔

"کوئی مسئلہ ہے بی بی؟" یونہی نیم دراز اور کاٹ دار لہجہ میں کہا۔ ایئر پوڈز میں سے آواز ابھی تک آ رہی تھی۔

چمکتی ہوئی زرد روشنی، دور تک موسیقی کی گونج۔ سب کچھ فاصلے پر محسوس ہو رہا تھا سوائے ان دو آنکھوں کے جن کی نظروں کا ارتکاز ایک دوسرے سے شروع ہو کر ایک دوسرے پر ہی ختم ہو رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سامنے کھڑی لڑکی پہلے خاموش رہی پھر ایک ہونٹ اوپر کر کے مسکرائی۔ پستی پر موجود تنفر زدہ امبر نگاہوں کا چمکتا رنگ بلندی پر کھڑی پر تپش زمرد نگاہوں میں جھلکا۔

اوپر اور نیچے جاتی سمندری لہروں پر چاندی نے جادو کیا ہوا تھا۔

" پہچانا مجھے ؟" فاطر نے اوپر سے نیچے تک اسے دیکھا۔ چہرے پر ابھرنے والے پر سوچ تاثرات المیرا جانتی تھی یہ ابھی پہچان لے گا۔ تھوڑا بھلکڑ ہے مگر المیرا کو کون ہمیشہ کے لیئے بھلا سکتا تھا؟

کچھ وقت کے لیئے ان لمحات کو یہیں روک کر ماضی کا سفر طے کرتے ہیں۔ جہاں یہ ملزم اینکر ہے اور وہیں یہ فرار ہوئی کسی کی منگیتر۔

★

ٹھہرے ہوئے لمحے بحال ہوئے۔۔۔

پیچھے کی طرف چلتی وقت کی سوئی اپنے مقام پر آ کر رکی، وہی مقام جہاں سے ان جذبات کا آغاز ہوا تھا۔

ایک نئی ملاقات، ایک نیا سال۔

چار سال پہلے

مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں موجود یہ "The British University" کی عالیشان عمارت تھی۔ مصر اور انگلستان کے خارجی تعلقات کی ایک مضبوط نشانی۔ جہاں دنیا بھر سے آئے انسانوں کو مصر میں ہوتے ہوئے برٹش تعلیمی نظام کی طرح پڑھایا جاتا ہے۔ ایک طرز سے یہ انگریزوں کا اپنی ثقافت پھیلانے کا طریقہ۔

مرجان اور گندمی رنگ سے سجائی یہ عمارت اینٹوں کی بنی تھی جس کا فرش چمکدار ٹائلز سے سجا تھا۔

www.novelsclubb.com

صبح کا وقت تھا۔ تمام طلبہ اپنی اپنی کلاسز کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ایسے میں ایک وہ تھی لیٹ لطیف جو ہر روز کی طرح آج بھی لیکچر سے لیٹ ہونے والی تھی۔

بھاگتے بھاگتے وہ رکی، سفید جاگرز کو درست کرتے وہ ایک پاؤں پر اچھلنے لگی۔

ساتھ چلتے کئی لوگوں نے اسے دیکھا اور پھر نظر انداز کر دیا۔ سب اس مشہورِ زمانہ ہستی کو جانتے تھے۔

المیر اعنایت محسن، پاکستان کے شہر اوکاڑہ سے آئی وہ چھوٹے سے قد والی آفت ماس کا مینیکیشن کے ڈیپارٹمنٹ میں اپنا تیسرا سال گزار رہی تھی۔

سیڑھیاں پھلانگتے وہ اندھا دھن بھاگنے لگی۔ وہ مشہور کیوں تھی؟ بھلا اتنے بڑے ڈیمارٹمنٹ میں کوئی اس جیسی چھوٹی چیز کو یاد بھی رکھ سکتا ہے؟

ہلکے بھورے بال ماضی میں بے انتہا لمبے تھے۔ کمر تک آتے ہر وقت کھلے رہتے۔

ہیزل آنکھوں میں خفگی لیئے وہ نوٹس بورڈ کی طرف بڑھی۔روم نمبر اور ٹائم ٹیبل۔ ظاہر ہے اسے فون پر ایسی چیزیں دیکھنے کی فرصت کہاں تھی۔

نجانے وہ ان دو سالوں میں پاس بھی کیسے ہوئی تھی۔سارا سارا سیمسٹر پڑھتی وہ نہیں تھی، ہر وقت سیر سپاٹے پر نکلی وہ ہوتی تھی۔اسائنمنٹ پہلے کسی سے بنوائی، پریزینٹیشن پھر کسی سے بنوائی۔

اپنا مطلوبہ نمبر دیکھتے اس نے دوبارہ سیڑھیوں کی طرف دوڑ لگادی۔گندمی اینٹوں کی بنی آدھی سیڑھیاں پار کرتے اسے خیال آیا وہ غلط روم نمبر کی طرف جارہی ہے۔

www.novelsclubb.com

ماتھا پیٹتے اپنا رخ تبدیل کیا۔ڈیپارٹمنٹ سے نکلی تو دھوپ سیدھا اسکے چہرے پر پڑی۔سبز آنکھیں بھوری ہوئیں اور جیسے ہی وہ دوسرے ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوئی دھوپ غائب، سبز رنگ واپس۔

مشہور تھا کے وہ ایک آکاش بیل (پیراسائٹ) ہے جو ایک بار کسی کے ساتھ چپک جائے تو کسی جوں سے بھی زیادہ اس انسان کا خون چوستی تھی۔

گول چکردار زینوں کو پار کرتی وہ لڑکی مسلسل دروازوں پر لکھے ہندسے پڑھ رہی تھی۔ سفید جاگرز پر پہنا قرمزی پلازو۔ گلے میں ڈالا خاکی سکارف، ڈینم جیکٹ اور گھٹنوں تک آتی خاکی شرٹ۔

حلیہ میں سب سے نمایا ہونٹوں پر لگی جامنی لپ لائنر کے اندر بھورے لپ گلوس۔

ایک اور نام بھی تھا جس سے المیرا عنایت محسن جانی جاتی تھی۔

اگلا قدم اٹھاتی وہ ٹھہری۔ اس کو کلاس روم مل گیا تھا۔ اپنی بائیں طرف موجود روم۔ بھاگتے ہوئے وہ اس تک گئی اور دروازہ کھولا۔

www.novelsclubb.com

المیرا عنایت محسن!" ہانپتا ہوا وجود جیسے ہی اندر داخل ہوا اپنی نام کی پکار کانوں "
سے ٹکرائی۔

"المیرا عنایت۔۔۔ "

پریسینٹ۔" گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے وہ بے ترتیب ہوئی سانسوں کو قابو کر رہی "
تھی، ایک ہاتھ بلند تھا اور گردن جھکی تھی۔

بمبل بی! یہی وہ مشہورِ زمانہ نام تھا۔ اوکاڑہ سے آئی بمبل بی۔

بے ہنگم سانسوں کے درمیان المیرا نے گردن اٹھائی اور کافی فاصلہ پر بنے پوڈیم کو
دیکھا۔

نام پکارنے والا شخص کافی فاصلہ پر تھا۔ ڈبڈبائی آنکھوں کے پار وہ شخص ایک الوژن
لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

بھوری رنگت پر پہنا نیلا بلیزر جس کے نیچے سے اسکی سفید کالر والی شرٹ جھانک رہی تھی۔

لیکن ڈیپارٹمنٹ میں ایک اور مشہور بات بھی سرگوشیوں کی نظر ہے۔

یور لیٹ!"اس انسان کی آواز کھردری تھی اور پتلی بھی۔"

یہی کے بمبل بی ہمیشہ سے ایسی نہ تھی۔یہ تو ایک ملمع تھا،زندہ رہنے کی خاطر۔

المیرا نے اب اس شخص کو دھیان سے دیکھا۔

تو یہ تھا ان کا نیا ٹیچر۔

www.novelsclubb.com

تیرہ منٹ لیٹ،یو کین لیو!"گھڑی کی طرف دیکھتے دروازے کی جانب اشارہ" کیا۔

المیرا کی حالت کسی ہارے ہوئی جواری سے کم نہ تھی۔پاگلوں کی طرح بھاگ کر آئی،اس لیئے؟

ستیاناس ہو گیا پہلے دن کا اور ستیاناس ہو گیا پہلے تعارف کا۔۔

★

ایک ہفتہ پلک جھپکتے گزر گیا البتہ المیرا کی حرکات ویسی ہی رہیں۔ کلاس میں لیٹ سے آنا اور عموماً تو کلاس لینا ہی نہیں۔

اُس دن ہونے والی تذلیل کے بعد سے وہ ابھی تک فاطر کی کسی کلاس میں نظر نہیں آئی تھی اسکے بعد کلاسسز ہوئیں بھی کتنی تھی بس ایک اور وہ بھی آج صبح۔

اپنی مطلوبہ کلاس روم میں داخل ہوتے سیڑھیوں کی طرز کے بنچز میں سے ایک کی طرف بڑھی۔ ہاتھ میں آدھا کھایا برگر تھا اور گردن پیچھے کی طرف مڑی نازیہ سے بات کر رہی رہی۔

نازیہ اسکی روم میٹ اور کلاس میٹ تھی۔ ایران سے آئی امیر خاندان کی اکلوتی لڑکی۔

اپنے بیگ کو لکڑی کے میز پر رکھتے وہ کرسی کے بجائے میز پر ٹک کر بیٹھ گئی۔

ہاں بھائی کیا ہوا تھا پچھلی کلاس میں۔" برگر کا نوالہ لیا اور زبور سے پوچھا۔ "

موٹے چشمے دھاگوں کی مدد ناک پر لگانے والے زبور نے کتاب پر سے سر اٹھایا۔

وہ انکی کلاس کی وہ ہستی تھی جو بریک میں بھی بیٹھ کر کتابوں میں سر دیئے ہوتی تھی

ظاہر ہے دنیا انکے زرخیز دماغ نے ہی تو چلانی ہے۔

کہاں تھے تم دونوں؟" چشمہ نیچے کرتے دونوں کو دیکھا۔ برگر کھاتی میز پر "

بیٹھی المیرا جس کے پاؤں بینچ پر تھے اور بینچ پر بیٹھی نازیہ جس کی گندمی رنگت پر لگا

لال لال بلش زبور کو بہت پسند تھا۔ وہ تھی ہی اتنی پیاری اس جیسا کتابی بھی دل ہار

بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

چہل قدمی کرنے گئے تھے۔" ہاتھ آگے بڑھاتے اس نے کتاب کا سرورق "

پڑھا۔

" ہٹلر "

برا سا منہ بناتے اس نے کتاب کھسکا دی۔

"تم لوگوں نے اتنا بڑا سین مس کر دیا آخری کلاس میں۔" یہی تو زبور کی خاصیت تھی کتابوں میں گھسے رہنے کے باوجود بھی اس پھپے کٹنی کو آس پاس ہر چیز کا پتہ تھا۔ کس کا چکر کہاں ہے؟ کون کہاں بیٹھ کر ڈر گز لیتا ہے؟ کس کے کتنے بہن بھائی ہیں سے لے کر وہ دن میں کتنی بار سانس لیتا ہے یہ سب بھی۔ ہاں مانا یہ تھوڑا زیادہ ہو گیا ہے اور اس میں سے نوے فیصد زبور کی خود کی تعریف ہے مگر کیا کرے وہ المیرا کے نزدیک سب سے کام کا بندہ تھا۔

"کیا ہوا تھا؟" رازداری سے آگے ہوتے اس نے خالی شاپر گول مول کر یونہی پھینک دیا۔ نازیہ نے اسے تاسف سے دیکھا۔

"المیرا! ہزار مرتبہ کہا ہے یوں مت گند پھیلایا کرو۔" زبور تو اس کی میٹھی آواز کے زیرِ اثر ایک بار پھر دل ہار بیٹھا۔ نازیہ اُٹھ کر پچھلے بینچ کی طرف گئی اور وہ پیکٹ اٹھایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میری فارن سائنس کی اسائنمنٹ بنادو نازیہ کے ہاتھ کا بنا کیک کھلاؤں گی۔"

اس کی طرف جھکتے کہا۔عینک کے اوپر سے دیکھتے زبور نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"اسائنمنٹ آج مل جائے گی۔"

"کیک کل مل جائے گا۔"المیرا نے ہاتھ ملایا۔عہد ہو چکا تھا۔یہی تو فائدہ تھا زبور کا۔بے وقوف پیار میں پاگل اسکی اسائنمنٹ بنادیتا تھااور وہ اسکو نازیہ کا کہہ کر اپنے لیئے بھیجے جانے والے کیکز کھلا دیتی تھی۔

بزنس بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

"اچھا اب بتاؤ کیا کہا؟"نازیہ کے لوٹنے پر وہ اپنی جگہ پر درست ہوئی۔ٹانگیں لمبی کرتے میز سے ٹیک لگائی۔

زبور نے آس پاس دیکھا(کوئی نہیں تھا)اور پھر ہونٹوں کے گرد ہاتھ رکھا۔

"وہ جو نیا اسٹوڈنٹ نہیں آیا۔ گنجا سا!" نازیہ کا حجاب میں لپٹا چہرہ الجھا۔ ہائے زبور کا دل گیا کام سے!

"دبیر السازار کی بات کر رہے ہو؟" یہ زبور کا ماننا تھا وہ سب جانتا ہے اصل جانچ پر کھ تو المیر اصاحبہ رکھتی تھیں۔ چاروں طرف کان اور نظریں۔

"ہاں ہاں وہی! پچھلی کلاس میں فاطر سر نے اسکو اپنا تعارف دینے کا کہا۔ دس منٹ گزر گئے اور وہ چپ کھڑا رہا۔" زبور نے ایک بار دوبارہ آس پاس دیکھا کہیں وہ گنجے سر والا یہی نہ ہو۔ پتہ نہیں کیوں لیکن جس طرح وہ دیکھتا تھا گھور کر بغیر پلک جھپکائے، زبور کو اس پر کسی سائے کا اثر لگتا تھا۔

"دس منٹ خاموشی رہی اور پھر اچانک اسکی ناک سے خون نکلنے لگا (دونوں لڑکیوں کی آنکھیں واہوئیں) اور وہ بیہوش ہو گیا۔" گوسپ پھیلاتے وہ پیچھے ہوا۔

"ہائے اللہ جی میں اینا کمال دا سین مس کر سریا۔ (ہائے اللہ جی میں نے اتنا کمال کا سین مس کر دیا۔)" پینجابی میں بولتے وہ بھول گئی سامنے کون تھے۔

"کیا؟" دونوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

"کچھ نہیں آ گے۔" بدمزہ تو ہوئی تھی مگر گوسپ زیادہ ضروری ہے۔

"پھر کیا نرس کے آفس لے گئے اسکو مگر پتہ ہے کیا۔۔۔" وہ دوبارہ آگے ہوا۔

المیرا اپنی سوچ میں مصروف تھی۔ "میں نے سنا ہے وہ ڈر گز لیتا ہے۔" نازیہ نے آواز نکالتے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"سچی؟" نازیہ کا سوال۔ زبور کی مسکراہٹ بے اختیار۔

"آپکی قسم نازیہ جی۔۔۔اور تو اور مجھے لگتا ہے وہ پیچھے بیٹھ کر بھی ڈرگز ہی لے رہا تھا۔" یہ زیادہ ہو گیا تھا مگر پھر مرچ مسالہ تو ختم تھا اس پر۔

دفعتاً کلاس روم میں ایک شور سا مچا۔ ہلچل ہوئی۔ ہر کوئی اپنی جگہ سنبھالنے لگا۔

"سر آگئے! سر آگئے!" کلاس روم کے دروازے سے اچانک ہی لڑکوں اور لڑکیوں کی بھیڑ اندر آئی۔ کتابوں اور کاغذات کا پلندہ ایک ہاتھ میں دبائے فاطر اسلام پیچھے سے نمودار ہوا۔ وہی ماتھے پر بل اور آنکھوں میں بیزاری۔

اس کو دیکھ کر المیرا کے اندر تپش کا طوفان آیا۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" دبی دبی سرگوشی زبور کے کان میں کی۔

"تم نے ٹائم ٹیبل نہیں دیکھا۔ ان کی آج دو کلاسز ہیں۔" لمبے بھورے بالوں والی لڑکی کے لب حیرت سے وا ہوئے۔ اگر جو اسے پتہ ہوتا یہ اس کائیں کائیں (یہ لقب اسی کا نوازا گیا ہے) کی کلاس ہے تو وہ دوبارہ بنک مار لیتی مگر یہاں نہ آتی۔

"بیٹے تیرے کیک میں اب زہر نہ ملایا تو میرا نام بھی بمبل بی نہیں۔"

دل ہی دل میں زبور کو ڈھیروں ایسے الفاظ سے نوازا جنہیں میں یہاں نہیں لکھ سکتی۔

غصہ سے اپنی جگہ پر بیٹھتے منہ پھلایا اور سینے پر بازو باندھ لیئے۔ سیاہ رنگ کی سویٹر ویسٹ کے ساتھ گندمی رنگ کی کالر شرٹ میں ان کا استاد دیکھنے کا قابل تھا۔

"ویسے کتنے ہینڈسم ہیں ہمارے سر۔" المیرا کے پیچھے بیٹھی دو لڑکیوں نے ایک دوسرے کے کان میں سرگوشی کی۔

"ہاں مگر کھڑوس بہت ہیں۔" ان دونوں نے اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد کھولی ہوئی تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی اب اسے جبراً وہاں بیٹھنا تھا۔

"غرور حسن پر ہی جچتا ہے۔" ان دونوں کی کھلکھلاہٹوں سے بیزار المیرا انہیں قتل کرنے سے خود کو روکے ہوئی تھی۔ سامنے فاطر کلاس کی سی آر سے گفتگو شنید میں مصروف تھا ورنہ ضرور محسوس کرتا اس کی ناک کی سیدھ میں بیٹھی لڑکی کیسے نفرت سے اسے دیکھ رہی ہے۔

"میں نے ابھی کچھ دن پہلے ان پر آرٹیکل پڑھا تھا۔" نازیہ اس کی طرف ہلکا سا جھکی۔ نظریں اسکی سٹیج پر کھڑے فاطر پر تھی اور سر المیرا کے سر سے جوڑ رکھا تھا۔

”یہ مصر کے ٹاپ paid اینکر ابولا سلام ظہور کے بیٹے فاطر اسلام ہیں اور پتہ ہے کیا(دبے دبے جوش سے المیرا کی طرف دیکھا)ان کے بابا لاسٹ ائیر مسسنگ ہوگئے تھے۔ابھی تک نہیں ملے۔“المیرا ایک جھٹکے سے آگے ہوئی۔نازیہ اپنی جگہ پر بالکل درست بیٹھی تھی جبکہ المرا پوری 360 ڈگری سے اسکی طرف گھومی ہوئی تھی۔

”تبھی اتنا کھڑوس ہے،باپ کی جدائی کا روگ جو۔۔۔“سخت لہجے میں جھلکتی نفرت کو وہ اپنے چہرے پر آنے سے روک نہ سکی۔بولتے بولتے جو اس نے پوڈیم کی طرف دیکھا وہیں زبان کو بریک لگی۔سٹپٹا کر سیدھی ہوئی۔فاطر اسلام پوڈیم کے بالکل پیچھے کھڑا اسے ہی جتاتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔(پوری کلاس میں واحد وہ تھی جو کھسر پھسر سے باز نہ آئی۔)

www.novelsclubb.com

"مس محسن!" اسکو میرا نام بھی یاد ہے؟ حیرت کا پہلا جھٹکا۔" کھڑی ہوئیں۔" تیزی سے کھڑی ہو گئی۔ کمرے میں سوئی گرنے تک کی بھی آواز نہ تھی۔

"اسلام علیکم سر!" کتنی فرمانبرادر تھی ناوہ۔ زبور گردن نیچے گرائے مسکرا رہا تھا۔

"آپ لاسٹ کلاس میں کہاں تھیں؟" اسکے سلام کو نظر انداز کرتے فاطر نے ایڈینس شیٹ مانگی۔" مر گئے!" المیرا کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔ مڑ کر زبور کو دیکھا جس نے جلدی جلدی صفحے پر "میں نے کہا تھا میں ایڈ ینٹس نہیں لگاؤں گا۔" لکھا اور المیرا کے سامنے رکھ دیا۔

اب کوئی فائدہ نہیں تھا، پانی سر کے اوپر سے گزر چکا تھا۔

"میرا خیال ہے میں نے سوال کیا ہے؟" ڈائس پر لگے مائک کی وجہ سے اسکی آواز پوری کلاس میں گونجی۔ سیڑھیوں کی طرح بنے گول میز اور ان کے عین

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سامنے اونچائی پر بنا پوڈیم جس کے پیچھے پروجیکٹر سے نکلتی روشنی کا سایہ تھا۔ایک عجیب سا رعب حاوی تھا چار سو۔

''سر میں اور نازیہ۔ ''

میں نے صرف آپ کا پوچھا ہے۔''المیرا کی وضاحت کاٹی۔جواباً اس نے کڑوا گھونٹ بڑھا اور اپنی کہانیوں کے پٹارے سے ایک اور کہانی نکالی۔بالکل نئی، لیٹسٹ ورژن۔

'' میں ہاسٹل لائٹ ہوں، پیسوں کا کچھ ایشو تھا تو یونیورسٹی کے بینک ایریا میں ٹائم لگ گیا۔''

'' اوکے!''المیرا کے طوطے کی طرح بولنے پر اس نے بس اتنا کہا اور پھر چل کر آگے آیا پوڈیم کے ساتھ ٹیک لگائی۔آگے بیٹھی زارا بنت قیوم کا یقیناً ہارٹ فیل ہوا ہو گا(مشہور تھا اسکا ہر پروفیسر پر دل آجاتا ہے۔)

www.novelsclubb.com

"مگر آج تو بینک کی چھٹی ہے۔" فاطر اسلام کی طرف سے پھوڑا گیا ایٹمی بمب۔

نازیہ نے فکر مندی سے المیرا کو دیکھا جس کے چہرے پر کئی رنگ آئے جا رہے تھے۔

سٹیج پر آگے پیچھے چلتے اب وہ المیرا کو اسکے کارنامے گنوا رہا تھا۔

"پہلی کلاس میں آپ لیٹ آتی ہیں، دوسری میں آپ آتی ہی نہیں تیسرے میں آکر آپ جھوٹ بولتی ہیں۔۔۔۔ آخرایشو کیا ہے آپکا۔" دنوں ہتھیلیاں پوڈیم کے ارد گرد رکھتے وہ مائک پر جھکا۔ المیرا نے بولنے کے لیئے لب واکیئے جسے فاطر نے گھاس نہ ڈالی۔

"خیر پچھلی کلاس میں ہم اپنے تعارف پر۔" سی آر زارا بنت قیوم نے ایڈ مینس شیٹ نکال کر دی۔

"سر میں بیٹھ جاؤ؟"

www.novelsclubb.com

نہیں! اور آئندہ میری بات مت کاٹیے گا۔" المیرا پر نظر ڈالے بغیر اس کی ساری توجہ زارا پر تھی وہ الگ بات ہے کے یہ صرف زارا کو لگ رہا تھا۔ فاطر کو سہی سے اسکی شکل بھی یاد نہیں تھی۔

المیرا نے کھڑے کھڑے پہلو بدلا جب مائک سے نکلنے والی آواز کی گردش میں اسے اپنا نام سنائی دیا۔" المیرا عنایت محسن (بیزاری سے اپنے استاد کو دیکھا) تو آج آپ سے کیوں نہ شروع کریں۔" امبر آنکھوں میں جتاتا تاثر تھا۔

" آپ کہاں سے ہیں؟ یہاں کیوں ہیں؟ آگے کیا کریں گی؟ تین منٹ، تین سطور، جلدی!" گھڑی پر ایک نگاہ ڈالی۔ المیرا اور بس تین سطور یہ ناانصافی تھی۔

گہری سانس لیتے اس نے دماغ میں جملوں کو ترتیب دی۔

"میرا نام المیرا عنایت محسن ہے میں پاکستان سے۔ "

www.novelsclubb.com

"آپ پاکستان سے ہیں؟" حیرت سے اسکی بات کاٹی۔ المیرا تو المیرا اساری کلاس فاطر کے بے اختیار انداز پر الجھی۔

اکیس سالہ لڑکی سوالیہ نگاہوں سے اس بھورے چہرے کو دیکھ رہی تھی جہاں آہستہ سے پھیلنے والا طنز اور فاتحانہ مسکراہٹ اسے کسی تنگ نظری کی روداد سنا رہی تھی۔

"میکس سینس، ایسے نکمے پیس وہی ملک پیدا کر سکتا ہے۔" اپنی رائے کا برملا اظہار کیا۔ المیرا نے سختی سے مٹھی بھینچ لی۔ اسکے اندر کا محب وطن جاگ چکا تھا۔

"ایکسیوزمی؟" یہ معذرت کم اور سوال زیادہ تھا۔ لہجے کے بدلاؤ پر اس مرد نے غیر دلچسپی سے نظر اٹھا کر دیکھا۔

"میرا نہیں خیال مصر اور پاکستان کی معاشی حالت میں کچھ خاصا فرق ہے جو آپ میرے ملک کو یوں کوس رہے ہیں۔ (نازیہ اسے چپ رہنے کا اشارہ کر رہی

تھی۔زبور میز پر فرست سے لیٹے نازیہ کے اشارے دیکھ رہا تھا)جو سب مشکلات

"میں نے پاکستان میں سہیں وہیں میں یہاں بھی دیکھ رہی ہوں۔

تو پھر آپ یہاں کر کیا رہی ہیں؟ واپس چلی جائیں نا۔"کاغذات کا پلندہ ڈائس "

پر اچھالا۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالتے اسکی توجہ المیرا پر تھی۔ تیز تیز بولتی اسکی زبان کو

بریک لگی۔تاثرات میں گھلنے والی رنجیدگی اور جھکے ہوئے کندھے کسی سے بھی

ڈھکے نہ رہ سکے۔

اگر میرے بابا زندہ ہوتے تو کبھی نہ آتی یہاں۔(ہو گئی شروع گرینڈ "

پرفارمنس)میں پانچ سال کی تھی تو میرے والد کی ڈیتھ ہو گئی۔انکی خواہش مجھے

باہر بھیج کر پڑھوانے کی تھی۔میں نے برٹش کاؤنسل سے آئی نیڈ بیس سکالرشپ

پر اپلائی کیا مجھے کیا معلوم تھا میں ادھر مصر میں آٹپکوں گیں۔(اسکی دکھ بھری

داستان پر کئی دل نرم ہوئے تھے، مگر یہی تو مسئلہ تھا فاطر کے پاس سرے سے دل

ہی نہیں تھا تو نرم کیا ہوتا) باپ نہ ہونے کا غم تو آپ بھی محسوس کر سکتے ہیں نا۔

''آپکے بھی تو لاسٹ ائیر والد لا پتہ۔

آؤٹ۔'' وہ جو بیزار سا اسے سن رہا تھا المیرا کے آخری جملے پر ساری بیزاری ''

نفرت میں بدل گئی۔ جبڑے تن گئے۔ اپنی ذاتیات کو موضوع گفتگو رکھنا کم از کم

اسکا صیغہ نہ تھا۔

کیا؟'' ساری کلاس اپنے سامنے لگا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ ''

یونیورسٹی کے اصولوں کے مطابق آپ کسی بھی ٹیچر کی ذاتیات پر بات نہیں ''

کر سکتے۔۔۔اینڈ لیٹ می ٹیل یو ون تھنگ (وہ ڈائس پر کہنی کے بل مائک پر جھکا،

طنزیا نگاہیں دور کھڑی لڑکی پر تھیں) فاطر اسلام اصول بدل تو سکتا ہے، اصول توڑ

نہیں سکتا۔'' اسکی مسکراہٹ کلاس روم کے بیچوں بیچ کھڑی لڑکی کو اندر تک سلگا

گئی۔ آنکھ سے دروازے کی طرف اشارہ کرتے وہ پروجیکٹر کی جانب مڑا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نجانے کس کس کو سکالرشپ دے دیتے ہیں۔“صفحے درست کرتے اونچی ”
سرگوشی کی۔

مگر سر..“ایک اور کوشش۔آج تو وہ یہاں سے باہر نہیں جائی گی۔ ”

آپ کو سسپنڈ ہونا ہے کیا؟“انداز سے صاف لگ رہا تھا وہ کسی قسم کی رعایت ”
کے موڈ میں نہیں۔المیرا نے ایک کھا جانے والی نگاہ زبور پر ڈالی جس نے فوراً کتاب
پر گردن جھکا دی اور پھر ایک ملامتی نگاہ نازیہ پر جو اسے ہمدردی سے دیکھ رہی تھی۔

اپنا سامان غصہ سے سمیٹتے اس نے فاطر کی پیٹھ کی جانب دیکھا۔وہ لیکچر شروع کرنے
والا تھا خیر المیرا کو کیا وہ تو ویسے بھی پاس ہو ہی جائے گی۔

غصہ سے پاؤں پٹختی وہ کلاس سے باہر نکل گئی۔

“اللہ کرے اسے اپنا باپ کبھی نہ ملے۔ ”

★

www.novelsclubb.com

کلاس ختم ہوئی تو اسکی سزا بھی ٹلی۔آج پھر باہر نکالے جانے کے بعد وہ یہ عہد کر چکی تھی آئندہ اس انسان کا منہ نہیں دیکھے گی۔

"فاطر اسلام تم ابھی المیرا کو جانتے نہیں ہو۔" اونچی آواز میں بڑبڑاتے اس نے کباب ٹماٹر کی ساس میں ڈبویا۔اس ساس میں ٹماٹر سمیت دھاددر مرچ کوٹ کر ملائی جاتی تھی۔فاطر کے لیکچر کے فوراً بعد وہ المیرا کو ڈھونڈتے کیفے تک آئی۔منہ بسورے بیٹھی لڑکی کسی بچے کی طرح ٹانگیں آگے پیچھے ہلا رہی تھی۔

"تم کیا کرو گی۔" نازیہ نے کباب اٹھاتے کھنکیوں سے اسے دیکھا۔حجاب میں لپٹا پُر نور چہرہ۔یہ کباب بھی نازیہ کے پیسوں سے آئے تھے۔امیر باپ کی امیر اولاد۔

ہیزل آنکھیں اٹھیں۔یہ آج کی المیرا کا کم شاطر اور زیادہ بپھرا ہوا ورشن تھا۔

یہ المیرا مشہور تھی اور اسکو اپنی مشہوری پر ناز تھا۔

"ہائے المیرا!" نام کی پکار پر سر اٹھا کر دیکھا۔ یہ اسکا کلاس فیلو تھا۔ انگلینڈ سے آیا پاکستانی۔ (ایک تو اسے ہر پاکستانی کو دیکھ کر اب خارسی اٹھ رہی تھی۔)

"کین آئی ہیو آمنٹ؟" ہرش نے اس سے پوچھا۔ وہ پاکستانی سکھ تھا جو شکل سے مغربی اور لہجہ سے کٹر پنجابی لگتا تھا۔

"کیوں؟" کہاں کا غصہ کہاں اتار رہی تھی۔ ہرش کا بجھتا چہرہ دیکھ کر نازیہ نے اسے میز کے نیچے سے ٹھوکر ماری۔

سر اٹھا کر نخوت سے ہرش کو دیکھا۔ تھا تو وہ حسین مگر المیرا کو کیا لگے، وہ زیادہ پیاری تھی۔

www.novelsclubb.com

"چلو!" کتاب ہاتھ میں اٹھاتی وہ ہرش کے پیچھے چلنے لگی۔ "سارے کھامت جانا میں آتی ہوں۔" انگلی اٹھا کر وارن کیا جس پر نازیہ کھکلا اٹھی۔ اگر جو ابھی زبور قریب ہوتا خوشی سے مر جاتا۔ المیرا کا رعب ہی اتنا تھا وہ اب ایک ہفتہ تک اس سے منہ چھپاتا گھومے گا۔ وجہ؟ فاطر کی کلاس کا بتایا نہیں۔

کیفے سے نکلتے آگے ماربل کا فرش تھا۔اسکی دائیں جانب فزکس ڈیپارٹمنٹ تھا اور سامنے پکا راستہ۔ڈپارٹمنٹ کے قریب سے گزرتے جو گرز والے پاؤں بیچ راستے میں رک گئے۔اپنے جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ فزکس ڈیپارٹمنٹ کے داخلی دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی۔

کھجور کے درخت اور فواروں کی اوٹ میں اسے دو جانے پہچانے چہرے نظر آئے۔

ہرش بیچ راستے میں ٹھہرا اور مڑ کر اس تک آیا۔

”رک کیوں گئی؟“عام سکھوں کی طرح وہ پگڑی نہیں پہنتا تھا۔اس بات پر ان کی کلاس میں موجود انڈیا سے آیا شدت پسند سکھ ہر وقت اس سے لڑتا تھا۔

تیز ہوا سے المیرا کے بال اڑ کر آگے کو آرہے تھے۔کانوں میں پہنی گلابی بالیاں گالوں سے ٹکرا رہی تھیں۔چوڑی پیشانی والی لڑکی نے ایک نظر ہرش کو دیکھا اور دوبارہ فواروں کی اوٹ میں چھپے دو لوگوں کو۔

گردن جھکائے بیٹھا دبیر اور اسکے سامنے کھڑا فاطر اسلام۔

www.novelsclubb.com

ہرش نے اسکی تقلید میں وہیں دیکھا۔ ''یہ تو سر اسلام ہیں نا؟''بس نام لیا تھا اور المیرا کو آگ لگ گئی۔

لمبے لمبے ڈگ لیتی وہ ہرش سے آگے چلنے لگی۔''میرے لیئے تو رک جاؤ۔''ان دونوں کے جانے کے بعد وہاں دوبارہ خاموشی چھا گئی۔

کافی فاصلے سے اگر دبیر اور فاطر کو دیکھو تو نظر آئے گا ایک سمجھا رہا ہے اور غالباً دوسرا جان چھڑوا رہا ہے۔

دبیر اور فاطر پیچھے رہ گئے تھے،ہرش المیرا کا پیچھا کر رہا تھا جو غصے سے چلتی منظر سے ہٹ گئی۔ یہاں سے چلو اپنا وقت روکتے ہیں۔ غروب آفتاب کے باعث یونیورسٹی کی قرمزی رنگ کی عمارت چمک رہی تھی۔ موسم بدلتے گئے،سال گزرتے گئے اور اس وقت تاروں سے بھرا سیاہ آسمان بہت دور تک پھیلا ہوا تھا۔

★

ٹھہرے ہوئے لمحے وقت کی سوئیوں کے ساتھ بہنے لگے۔ریشمی بال اور سیاہ لباس والی عورت ابھی بھی صوفے پر لیٹے آدمی کو دیکھ رہی تھی۔

کوئی مسئلہ ہے بی بی؟"یونہی نیم دراز اور کاٹ دار لہجہ میں کہا۔ایئرپوڈز میں سے آواز ابھی تک آرہی تھی۔

سامنے کھڑی لڑکی پہلے خاموش رہی پھر ایک ہونٹ اوپر کر کے مسکرائی۔

پہچانا مجھے ؟" فاطر نے اوپر سے نیچے تک اسے دیکھا۔چہرے پر ابھرنے والے پر سوچ تاثرات المیرا جانتی تھی یہ ابھی پہچان لے گا۔تھوڑا بھولکڑ ہے مگر المیرا کو کون ہمیشہ کے لیئے بھلا سکتا ہے؟

فاطر کے چہرے پر سوچ کی لکیریں بڑی واضح نمایاں ہوئیں۔المیرا دل ہی دل میں مسکرائی۔ابھی یاد آجائے گا۔

www.novelsclubb.com

فاطر نے ایک نظر اوپر سے نیچے تک اس پر ڈالی اور منہ دوبارہ موبائل کی طرف پھیر لیا۔

"نہیں پہچانا۔۔۔۔ "

المیر اکو ایسے لگا کسی نے تھپڑوں سے اسکا چہرہ لال کر دیا ہو۔ اتنی ہتک! اتنی تذلیل! اتنی تو میٹرک کی سپلی آنے پر بھی نہیں ہوئی تھی۔

فاطر کا بے مروت انداز اسے اندر تک سلگا گیا تھا۔ وہ جو کڑوی سے کڑوی بات ہنس کر ٹال جاتی ہے اسے اس وقت فاطر پر شدید غصہ آرہا تھا۔ مٹھیاں بھینچتے اس نے اپنے اشتعال کو دبایا۔

لمبی سانس اندر کھینچی اور آسمان کی طرف رخ کرتے خارج کی۔ اب وہ پر سکون ہو چکی تھی۔

سینے پر بازو باندھے پر تپش نظروں سے اپنے سامنے مرد کو دیکھا۔فاطر نے زرا سی نگاہ اس پر ڈالی اور اس مرتبہ تو اسکی پھر کی مکمل گھوم گئی۔

جاؤ!"حکمیہ انداز۔یقین تھا اتنی تذلیل پر تو وہ ہٹ ہی جائے گی مگر سامنے بھی "
المیرا تھی ڈٹ کر کھڑی رہی۔

فاطر تو ہکا بکا رہ گیا۔غصہ سے اپنے ایئر پوڈز اتارے اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔

تمہارا قصور نہیں۔۔۔تمہاری جنس ہی ایسی ہے۔انہیں جب کوئی مرد منہ "
نہیں لگاتا تو وہ یونہی کسی انجان کے آگے پیچھے گھومنے لگتی ہیں۔"چپل ڈھونڈتے وہ منہ سے کف اُگل رہا تھا۔"چاہے مرد سے ملنے والی نظر نفرت بھری ہی کیوں نا ہو وہ ایک نظر ان کے اندر نئی روح جو پھونک دیتی ہے۔"اپنی باتوں سے وہ کہیں سے ایک پڑھا لکھا سلجھا آدمی نہیں لگ رہا تھا۔چپل پاؤں میں گھسیڑتے وہ کھڑا ہوا اور شاپنگ مالز کی طرف بڑھ گیا۔

تمہاری غلطی نہیں تمہاری جنس کا مسئلہ ہے۔" المیرا کی آواز پر پیچ راستے میں "
ٹھہرا، گردن پیچھے پھیر لی۔" انہیں جب کوئی مقابلے کی عورت ملے تو وہ یونہی اسے اپنے نیچے لگائے رکھتے ہیں۔" سینے پر بازو باندھے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ آگے آئی۔ ہیزل آنکھوں سے نکلتی نفرت شہد رنگ آنکھوں میں جھلکتی کوفت پر جمی تھیں۔

ان کی انا اتنی چھوٹی ہوتی ہے کے اس پر کیا ایک وار انہیں تا عمر یاد رہتا ہے۔ "
اسکا بدلہ لے کر وہ خود تو بھول جاتے ہیں مگر جس عورت کو داغ دار کیا ہو وہ پوری عمر تڑپتی رہتی ہے۔" اٹھی گردن جھکی گردن کے عین سامنے رکی۔ دونوں کی نظروں میں ایک دوسرے کے لیے حقارت تھی۔ میان سے نکلیں دو تلواریں حلق کے آر پار ہونے کو تیار۔ کوئی عورت پہلی مرتبہ یوں فاطر کے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہوئی تھی۔ متاثر ہونے کے بجائے وہ جار جانہ ہو رہا تھا۔

ایک قدم آگے آتے اس نے طنز سے ہونٹ کا کونا اوپر اٹھایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کم از کم میں مخالف جنس کی نظروں کے لیئے تڑپتا نہیں۔"

کم از کم میں مخالف جنس کی خود مختاری کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بناتی۔" یہ المیرا کا انداز نہیں تھا مگر فاطر کے سامنے وہ مسکرانا، شوخ ہونا، محظوظ ہونا یہ سب چاہتے ہوئے بھی وہ نہیں کر پاتی تھی۔ یہ مرد اسکا وہ انداز با آسانی اجاگر کر دیتا جو وہ دنیا سے چھپا کر رکھتی ہے۔ فاطر کا اپنے ارد گرد تصور کرنا اسے کسی جہنم میں رہنے سے کم نہ لگتا تھا۔

معاف کرو بی بی!" ماتھے کے قریب ہاتھ جوڑتے اونچی آواز میں کہا۔"

"تم نے معاف کیا تھا مجھے، خود تو اپنا بدلہ لے لے۔"

اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ بولتی فضا میں کسی کی اونچی چیخ گونجی۔ فاطر اور المیرا دونوں نے آواز کا تعاقب کیا۔ کسی مرد کی چیخ۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں بھاگتے ہوئے پورچ کی ریلنگ تک گئے اور پانچویں منزل کی بالکنی میں جھانکا۔وہ بالکنی کم اور کباڑ پھینکنے کا کونا زیادہ لگتا تھا۔

، نیز جہاز کا کباڑ اور اندھیرے میں(anchor)لکڑی کے ڈبے، رسیاں، لنگر نظر آتا ایک چھلاوا۔

فاطر نے ہاتھ میں پکڑے موبائل کی ٹارچ جلائی۔

تم ٹھیک ہو؟'' روشنی نیچے مارتے دیکھا۔فاصلہ کافی زیادہ تھا اسی لیئے ہلکی سی '' جھلک نظر آئی۔ڈبوں پر گرے مرد نے مشکل سے روشنی کی طرف غور کیا۔

ہاں! بس ہلکی سی خراشیں آئیں ہیں۔'' مرد نے جواب دیا۔''

میں کسی کو بھجواؤں؟'' جواب سنے بغیر وہ مڑا اور حیران رہ گیا۔ ''

وہ عورت کہاں گئی۔ نظریں اطراف میں دوڑائیں۔۔۔۔المیرا یہاں نہ تھی۔'' چلو اچھا ہے، مصیبت ٹلی!'' شا نے اچکاتے فاطر نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

اور وہ عورت کہاں گئی تھی؟

شاپنگ مالز سے نکلتے لوگوں کو پیچھے دھکیلتے اس نے کئی لوگوں کی سلواتیں سنیں۔

بیچ لابی میں چلتی بچوں کی ٹرین کی پٹری پر سے بھاگتے وہ لفٹ تک آئی۔ دیوانہ وار بٹن دبانے لگی۔ ایسا لگتا تھا المیرا نے کوئی بھوت دیکھ لیا ہوا۔

بغیر رکے وہ بٹن دونوں ہاتھوں سے دبائے جا رہی تھی۔ جیسے ہی لفٹ آئی بغیر رکے اندر بیٹھی اور آٹھویں منزل کا ہندسہ دبایا۔

لفٹ جھٹکے سے اوپر گئی تو اسکی جان میں جان آئی۔ گہرے گہرے سانس لیتی خود کو قابو کیا۔

جیسے ہی فاطر نے لائٹ ماری المیرا اگر نہ بھی دیکھتی تو آواز سے پہچان جاتی وہ کون تھا۔ اسکو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

"کیا سارے مصر کو یہیں آنا تھا؟ "

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

احسان بن نوفل کی آواز پر اسے یوں لگا جیسے اسکا ذہن اسکے ساتھ کوئی گندا کھیل کھیل رہا تھا۔ تصدیق کی خاطر جب اس نے نیچے جھانکا تو آنکھیں نہ جھپکا سکی۔

وہ واقعی وہ تھا۔

وہ واقعی احسان تھا۔

اس کشتی پر.....اسکے ساتھ......اسکے قریب۔

بائیں ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھا۔ ہیرا روشنیوں کے نیچے چمک رہا تھا۔

اسکو بچانے کے لیئے وہ یہاں چھپنے آئی تھی اب کیا خاک چھپے گی؟

وہ تو فرار ہونے آئی تھی۔ اب کیا خاک فرار ہو گی؟

★★★★

باب منصف

المیرا کے ڈرامائی فرار کا پارٹی پر کچھ خاصا اثر نہیں آیا، زندگی یونہی چلتی رہی۔

کی گرلڈ آوازوں bbq ناچنے اور نعرے لگانے والے ہجوم میں سے راستہ بناتے،

اور خوشبو سے نظریں چراتے، ہال میں پھیلے اجنبیوں کی گپ شپ کو نظرانداز کرتے

کہیں اور چلتے ہیں۔

ایسی جگہ جو رونق سے بہت دور تھی۔

ایسا مقام جو آوازوں سے خالی تھا۔

وہ جگہ جہاں چاندنی کھڑکی کا ایک وسیع سایہ بنا رہی تھی اور اس سایہ کے اختتام پر

ایک کرسی تھی۔

مگر وہ کرسی خالی نہ تھی۔ اس پر بیٹھا وجود عجلت سے مسلسل پیر زمین پر مار رہا تھا۔

اسکا نچلا دھڑ روشنی میں تھا۔بقیہ جسم کمرے کے اندھیرے کا حصہ لگتا تھا۔کمرہ یقیناً شاہانہ تھا۔اونچی دیواریں اور بیچوں بیچ ایک لکڑی کی کرسی۔

تبھی ویرانی کا سکتہ ٹوٹا اور کمرے کی درودیوار سے قدموں کی چاپ ٹکرائی۔وجود کے ملتے پیر رک گئے۔قدموں کی چاپ قریب بڑھتی آئی۔البتہ آنے والا شخص بہت دھیرے دھیرے چل رہا تھا۔محتاط قدم، شاید وہ اپنے قدموں کی حیثیت جانتا تھا کہ کیسے اس چاپ نے کسی کو زندگی اور موت کی سولی پر لٹکایا ہے۔

قدم رک گئے۔وجود کی گردن سے پسینے کی ایک پتلی لکیر پھسلتی ہوئی شرٹ کے کالر میں جذب ہو گئی۔کرسی کے ہتے پر آنے والے نے اپنا بر فیلا ہاتھ پھیرا۔

"دبیر السازار؟"

بے حس کھنکتا لہجہ جیسے نام کی تصدیق مانگی ہو۔

دبیر اپنی ریڑھ کی ہڈی میں جھنجھلاہٹ محسوس کر سکتا تھا۔ارد گرد کی فضا سے اچانک اس کا حلق جلنے لگا۔کالر ڈھیلا کرتے آکسیجن کا اندر آنے دیا۔پوری گردن پسینے سے تر تھی۔

انتظار ختم ہوا اب آگے کا مرحلہ زیادہ کٹھن تھا۔

★★★★

(جاری ہے)

www.novelsclubb.com